ریاستِ خلافت

کی باقاعدہ تعلیم کی بنیادیں

حزب التحریر

اسس تعلیم المنہجی
فی دولة خلافت

پہلا ایڈیشن: 1425ھ - 2004ء

اردو ترجمہ: 2010ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (١) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (٣) الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)﴾

”اپنے رب کا نام لے کر پڑھ کہ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا“

(العلق: 5-1)

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
تمہید	
ریاستِ خلافت میں تعلیمی پالیسی اوراس کی تنظیم	10
ریاستِ خلافت میں تعلیم کے عمومی اہداف	13
طریقۂ تدریس	14
تدریس کے اسلوب وذرائع	20
اسکول کی تعلیم	24
اسکول کی تعلیم کے اہداف	24
اسکول کی تعلیم کے مراحل	24
اسکول کی سہ ماہیاں	29
تعلیمی مضامین	31
نصاب میں شامل مضامین کی بنیاد	32
نصاب میں شامل مضامین کی اقسام	32
اسکول کے تین مراحل میں نصابی مضامین کی شاخیں	35

عربی زبان 35

اسلامی ثقافت 36

سائنسی علوم اور ہنر 40

تدریسی اکائیاں 41

ریاستی اسکول اور اسکول کا سہ ماہی نظام 42

تدریسی مضامین اور مراحل 44

ریاستی اسکولوں میں کامیابی اور ناکامی 48

سکول کے پہلے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی 49

سکول کے دوسرے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی 49

سکول کے تیسرے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی 50

اسکول کے مراحل کے عام امتحانات 51

کلاس کا دورانیہ اور تدریسی مضامین 51

سکول کا کیلنڈر 52

ووکیشنل ادارے 54

اعلیٰ تعلیم 55

اعلیٰ تعلیم کے اہداف 55

اعلیٰ تعلیم کی اقسام 57

اعلیٰ تعلیم کے ادارے 58

ٹیکنیکل ادارے	59
شہری خدمات کے ادارے	60
یونیورسٹیاں	60
تحقیق وتدریس کے مراکز	62
جنگی ریسرچ کے مراکز اور ادارے	62
اعلیٰ تعلیمی سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں	63
ضمیمہ	64
اسکول کے مراحل میں طلباء کی تقسیم کا چارٹ	65

تمہید

کسی قوم کی ثقافت اسکے وجوداور بقاء کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ثقافت ہی کی بنیاد پر امت کی تہذیب کی تعمیر ہوتی ہے،اس کے اہداف اور مقاصد کا تعین ہوتا ہے اوراسی کے نتیجے میں اس کا طرز زندگی دوسری اقوام سے منفرداور جدا ہوتا ہے۔ اسی ثقافت کے ذریعے امت کے افراد ایک ہی سانچے میں ڈھل جاتے ہیں جس سے امت دوسری اقوام سے ممتاز بن جاتی ہے۔امت کی فکری اساس (عقیدہ) اوراس فکری اساس سے نکلنے والے احکامات، حل اور نظام ہائے حیات اسکی ثقافت کہلاتے ہیں۔ اس فکری اساس کی بنیاد پر استوار ہونے والے معارف اور علوم اوراس عقیدہ سے منسلک واقعات جیسا کہ امت کا طرزِعمل اور تاریخ بھی اسکی ثقافت میں شامل ہوتے ہیں۔ اگراس ثقافت کوختم کر دیا جائے تو وہ امت بطور ایک منفرد امت کے،معدوم ہوجائے گی اوراس کی زندگی کا مقصداور زندگی کا طورطریقہ بدل جائے گا،اسکا مرکز ومحور تبدیل ہوجائے گا اور وہ دوسری اقوام کی ثقافت کی تقلید میں بھٹکتی رہے گی۔

اسلامی ثقافت ہر وہ علم ہے جس میں بحث وتحقیق کا سبب اسلامی عقیدہ ہو۔ خواہ یہ علم اسلامی عقیدے کا حصہ ہومثلاً توحید کا علم یا پھر یہ علم اسلامی عقیدے کی بنیاد پر استوار ہومثلاً فقہ،تفسیر قرآن،احادیثِ نبویہ، یا پھر یہ علم اسلامی عقیدہ سے نکلنے والے احکامات کوسمجھنے کیلئے درکار ہومثلاً اسلام میں اجتہاد کرنے کیلئے درکارضروری علم جیسا کہ عربی زبان سے متعلق علوم،احادیث نبوی کی گروہ بندی (مصطلاح الحدیث) اور علمِ اصولِ فقہ۔ ان کی تحقیق کے پیچھے اسلامی عقیدہ کا محرک ہونا ان سب کو اسلامی ثقافت کا حصہ بناتا ہے۔ اسی طرح امتِ مسلمہ کی تاریخ اس کی ثقافت کا

حصہ ہے کہ جس میں اسکی تہذیب، ممتاز شخصیات، قائدین اور مفکرین کے بارے میں معلومات موجود ہیں۔ اسلام سے قبل کے عرب کی تاریخ اسلامی ثقافت کا حصہ نہیں، تاہم اسلام سے قبل کی عرب شاعری اسلامی ثقافت ہوسکتی ہے، اگر اس میں ایسے شواہد موجود ہوں جو عربی زبان کے الفاظ کے مفہوم اور تراکیب کا تعین کرتے ہوں، اور اس وجہ سے اجتہاد، تفسیر اور احادیث کو سمجھنے میں مدد ومعاون ہوں۔

امت کی ثقافت اسکے افراد کی کردار سازی کرتی ہے۔ جس طرح یہ ثقافت امت کے افراد کی عقلیت و ذہنیت کو اور اشیاء، اقوال اور افعال کو پرکھنے کے طریقے کو تراشتی ہے، اسی طرح سے یہ انکے میلانات کو سانچے میں ڈھالتی ہے، اور یوں یہ ثقافت ان کی ذہنیت، نفسیت اور رویے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ پس معاشرے میں امت کی ثقافت کی حفاظت اور ترویج ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ ماضی میں سوویت یونین نے کیمونسٹ ثقافت کی بنیاد پر اپنے قوم کے بچوں کی تربیت کی۔ اور اپنی ثقافت میں کسی قسم کے سرمایہ دارانہ یا اسلامی افکار کی دراندازی کو روکا۔ اسی طرح پورے کے پورے مغرب نے اپنے بچوں کی تربیت سرمایہ دارانہ بنیادوں پر کی جس کی بنیاد دین کی دنیاوی امور سے علیحدگی پر ہے۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو اپنی بنیادوں پر استوار کرنے کا اہتمام کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی روایات اور ثقافت میں اسلامی ثقافت کی دراندازی کو روکنے کیلئے جنگیں لڑیں جو کہ آج بھی جاری ہیں۔ اسلامی ریاست نے اپنے بچوں میں اسلامی ثقافت منتقل کرنے کی پوری کوشش کی اور اسلامی ریاست کے اندر ہر اس شخص کو روکنے کی کوشش کی جو اسلامی بنیادی اساس کے علاوہ کسی اور عقیدے پر بنیاد رکھنے والی فکر کی طرف دعوت دیتا تھا۔ اسلامی ریاست دعوت و جہاد کے ذریعے اس ثقافت کو دوسرے ممالک اور اقوام تک بھی لے کر گئی اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ اس دنیا کو قائم رکھے گا۔

امت کی ثقافت کی بقا و حفاظت کی اہم ترین ضمانت یہ ہے کہ اسکی ثقافت اسکے لوگوں کے اذہان اور کتابوں میں محفوظ ہو اور ساتھ ہی ساتھ اس امت کی ایک ریاست ہو جو اسی بنیاد پر حکومت کرے اور ان احکام اور قوانین کے مطابق امت کے امور کی دیکھ بھال کرے، جو اس

ثقافت کے عقیدہ سے نکلتے ہوں۔

اور تعلیم وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے بچوں کے دلوں اور کتابوں کے اوراق میں امت کی ثقافت محفوظ ہوتی ہے خواہ یہ منظّم طریقہ تعلیم systematic education ہو یا غیر منظّم۔ منظّم یا باقاعدہ طریقہ تعلیم وہ ہے جو ان نظاموں اور قوانین کے مطابق ہو جسے ریاست نے تبنی (اختیار) کر رکھا ہو، اور ریاست اس کی تنفیذ کی ذمہ دار ہو۔ مثال کے طور پر تعلیم کے آغاز کے لیے عمر کا تعین کرنا، پڑھائے جانے والے مضامین اور طریقۂ تدریس۔ جبکہ غیر منظّم تعلیم مسلمانوں پر چھوڑ دی جاتی ہے کہ وہ گھروں، مساجد، کلبوں، ذرائع ابلاغ اور نشر واشاعت کے دیگر طریقوں کے ذریعے تعلیم دیں اور یہ ریاستی منظّم تعلیم کے نظم ونسق اور قوانین کی پابند نہیں ہوتی۔ تاہم دونوں صورتوں میں یہ ریاست ہی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنا کہ افکار اور علم اسلامی عقیدے سے ہی پھوٹتے ہوں یا اسلامی عقیدے پر مبنی ہوں۔

اس کتابچے میں ہم ریاستِ خلافت کی باقاعدہ تعلیم کی بنیادوں کو بیان کریں گے۔

ریاستِ خلافت کی تعلیمی پالیسی اور اسکی تنظیم

ریاستِ خلافت میں نظامِ تعلیم ان شرعی احکامات اور انتظامی قوانین پر مشتمل ہوتا ہے، جو باقاعدہ تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ تعلیم سے متعلق شرعی احکامات اسلامی عقیدہ سے نکلتے ہیں اور ان کیلئے شرعی دلائل ہوئے ہیں مثلاً تدریس کے مضامین اور طلباء و طالبات کو علیحدہ رکھنا۔ جہاں تک تعلیم سے متعلق انتظامی قوانین کا تعلق ہے تو یہ وہ مباح اسلوب و ذرائع ہیں جنہیں خلیفۂ وقت نظامِ تعلیم کے نفاذ اور اسکے مقاصد کے حصول کیلئے فائدہ مند سمجھتا ہے۔ یہ دنیاوی معاملات ہیں جن میں تبدیلی اور ترقی ہوسکتی ہے اور تعلیم اور امت کی بنیادی ضروریات سے متعلق شرعی احکامات کے نفاذ کی مناسبت سے ان میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح انہیں دوسری اقوام کے تجربات، مہارت اور مباح تحقیق سے بھی اخذ کیا جاسکتا ہے۔

شرعی احکامات اور انتظامی قوانین کے اس نظام کیلئے ایک متبادل ڈھانچے کی ضرورت ہے جو کہ ریاستِ خلافت میں تعلیم کے بنیادی مقصد، یعنی اسلامی شخصیت سازی، کو پورا کرنے سے مناسبت رکھتا ہو۔ اور یہ ڈھانچہ اس نوعیت کا ہو کہ وہ نظام ترتیب دینے، موزوں اساتذہ چننے، سیکھنے کے لحاظ سے طلبہ کی ترقی اور نشوونما کی جانچ پڑتال کرنے اور سکولوں، اداروں اور جامعات کو لیبارٹریاں اور دیگر متعلقہ تعلیمی اشیاء فراہم کرنے سمیت تعلیم کے ہر پہلو کی نگرانی، تنظیم اور جانچ پڑتال کی ذمہ داری سرانجام دے سکے۔

اب ہم ذیل میں ''مقدمہ دستور''، جو اسلامی ریاست کے لیے دستور کا مسودہ ہے، سے تعلیمی پالیسی سے متعلق دفعات کو بیان کرتے ہیں:

دفعہ نمبر 165: تعلیمی پالیسی کا اسلامی عقیدے کی بنیاد پر استوار ہونا فرض ہے۔ چنانچہ تمام تدریسی مواد اور طریقہ ہائے تدریس کو اس طرح وضع کیا جائے گا کہ تعلیم میں اس بنیاد سے انحراف بالکل نہ ہو۔

دفعہ نمبر 166: تعلیمی پالیسی کا مقصد اسلامی عقلیہ اور اسلامی نفسیہ کی تعمیر ہے۔ لہٰذا وہ تمام مواد، جس کی تدریس مقصود ہو، اسی بنیاد پر ہوگا۔

دفعہ نمبر 167: تعلیم کا مقصد اسلامی شخصیت پیدا کرنا اور زندگی کے معاملات سے متعلق علوم و معارف سے لیس کرنا ہے۔ چنانچہ طریقۂ تعلیم کو اس طرح بنایا جائے گا کہ اس سے یہ مقصد حاصل ہو، اور ہر وہ طریقہ ممنوع ہوگا جو اس مقصد سے ہٹا تا ہو۔

دفعہ نمبر 169: تعلیم میں تجرباتی علوم اور ان سے ملحق علوم مثلاً ریاضی اور ثقافتی علوم کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ تجرباتی علوم اور اس سے ملحقہ علوم بقدرِ ضرورت پڑھائے جائیں گے۔ مراحلِ تعلیم میں کسی بھی مرحلہ میں ان کی پابندی لازمی نہیں ہونی چاہیے۔ جہاں تک ثقافتی علوم کا تعلق ہے تو انہیں اعلیٰ تعلیم سے متعین تعلیمی پالیسی کے مطابق ابتدائی مراحل میں اس طرح پڑھایا جائے گا کہ یہ اسلامی افکار و احکامات سے متناقض نہ ہوں۔ اعلیٰ تعلیمی مرحلہ کو فقط سائنس کے طور پر پڑھا جائے گا۔ اس میں بھی یہ شرط ہے کہ یہ تعلیمی پالیسی اور تعلیمی مقصد سے ہٹ کر بالکل نہ ہو۔

دفعہ نمبر 170: تعلیم کے ہر مرحلہ میں اسلامی ثقافت کی تعلیم لازمی ہے۔ اعلیٰ مرحلہ میں مختلف اسلامی معارف کی فروعات مخصوص کی جائیں گی، جیسا کہ طب، انجینئرنگ، طبیعات وغیرہ کی تفصیلات مخصوص کی جاتی ہیں۔

دفعہ نمبر 171: فنون اور صنعت کا ایک پہلو سائنسی ہے، جیسا کہ تجارتی فنون، جہاز رانی، زراعت وغیرہ۔ اس پہلو سے انہیں بغیر کسی قید و شرط کے حاصل کیا جائے گا اور ان کا ایک ثقافتی

پہلو بھی ہے، جب یہ کسی خاص نقطۂ نظر سے متاثر ہوں جیسا کہ تصویر، سنگ تراشی وغیرہ۔ چنانچہ اگر یہ فنون اسلامی نقطۂ نظر کے مخالف ہوں تو انہیں حاصل نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 172: تعلیمی نصاب ایک ہی ہوگا اور ریاست کے تعلیمی نصاب کے علاوہ کسی دوسرے نصاب کی اجازت نہیں ہوگی۔ پرائیویٹ سکولوں کی اس وقت تک اجازت ہوگی جب تک کہ وہ ریاست کے تعلیمی نصاب، اس کی تعلیمی پالیسی اور اس کے مقصد کی بنیاد پر قائم ہوں گے۔ یہ بھی شرط ہوگی کہ ان میں مخلوط تعلیم (لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ پڑھنا) کی ممانعت ہوگی۔ مرد و زن کا اختلاط، معلمین اور طلبا دونوں کے درمیان ممنوع ہوگا۔ مزید برآں یہ شرط بھی ہوگی کہ تعلیم کسی خاص گروہ، دین یا مذہب یا رنگ و نسل کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔

دفعہ نمبر 173: وہ تعلیم جو زندگی کے میدان میں ہر انسان مرد یا عورت کے لیے ضروری ہے، فرض ہوگی۔ چنانچہ پہلے دو مرحلوں میں تعلیم لازمی ہوگی اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مفت تعلیم کا بندوبست کرے۔ اعلیٰ تعلیم بھی ممکن حد تک مفت دینے کی کوشش کی جائے گی۔

دفعہ نمبر 174: ریاست سکولوں اور جامعات کے علاوہ بھی لائبریریاں، تجربہ گاہیں اور معارف کے تمام وسائل مہیا کرے گی، تاکہ وہ لوگ، جو مختلف مباحث اور معارف، مثلاً فقہ، اصولِ فقہ، حدیث و تفسیر، طب، انجینئرنگ، کیمیا وغیرہ میں، اسی طرح ایجادات اور دریافتوں میں اپنی بحث و تحقیق کو جاری رکھنا چاہیں تو وہ اسے جاری رکھ سکیں۔ یوں امت کے پاس مجتہدین، موجدین اور اہل ندرت افراد کی ایک کثیر تعداد موجود ہوگی۔

ریاستِ خلافت میں تعلیم کے عمومی مقاصد

مضامین اور باقاعدہ تعلیم کا ڈھانچہ مرتب کرتے وقت تعلیم کے چیدہ مقاصد کو یقینی بنانا لازمی ہے:

ا) امت کے بیٹوں اور بیٹیوں میں اسلامی شخصیت یعنی اسلامی ذہنیت اور اسلامی نفسیت کی بنیاد رکھنا، جو کہ طلباء کے دل و دماغ (عقل ونفوس) میں اسلامی ثقافت، اسلامی عقیدہ وافکار اور اسلامی طرزِ عمل کو پیوست کرنے سے ہوتا ہے۔ پس اس مقصد کے حصول کیلئے ریاستِ خلافت میں طریقہ تعلیم وضع کرتے وقت اور نافذ کرتے وقت اس مقصد کا لازمی خیال رکھا جائے گا۔

ب) مسلمان بچوں کو اس انداز سے تیار کرنا کہ ان میں سے زندگی کے ہر شعبے کے ماہرین نکلیں خواہ ان کا تعلق اسلامی علوم یعنی اجتہاد، فقہ، عدلیہ وغیرہ سے ہو یا تجرباتی سائنس سے ہو مثلاً انجینئرنگ، کیمسٹری، فزکس، طب وغیرہ اور ایسے دانشور تیار کرنا جو ریاستِ اسلامی اور امتِ مسلمہ کو اقوامِ عالم اور دیگر امتوں میں اولین ریاست بنانے کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہوں، تاکہ خلافت اپنی آئیڈیالوجی کی بنیاد پر ایک طاقتور اور با اثر ریاست بن جائے اور وہ اپنی فکر یا معیشت کے حوالے سے کسی کی بھی تابع یا ایجنٹ نہ ہوں۔

طریقۂ تدریس

تدریس کا درست طریقہ یہ ہے کہ معلم فکر کو مخاطب کرے اور طالبِ علم اس فکر کو قبول کر پائے۔ فکر یا عقل ہی تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور عقل کی بناء پر ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو کئی دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عقل ہی کو ذمہ داری و محاسبے کی بنیاد بنایا۔

عقل چار عناصر پر مشتمل ہوتی ہے: دماغ (جس میں غور و فکر کی صلاحیت ہو)، حواس کے ذریعے حقیقت کا احساس، حقیقت (موجودات یا واقعات)، حقیقت کے بارے میں معلوماتِ سابقہ۔ عقل، فکر یا ادراک ہم معنی الفاظ ہیں، ان کا مطلب ہے: ''حقیقت کو سمجھنے کیلئے حواس کے ذریعے حقیقت کے احساس کو دماغ کی طرف منتقل کرنا، اور سابقہ معلومات کا موجود ہونا جو حقیقت کی وضاحت کریں، اور یوں حقیقت کے بارے میں رائے یا فیصلے تک پہنچنا۔ جب کوئی ایک فکر (thought) دوسروں تک منتقل کرنا چاہتا ہے، جیسا کہ تعلیم کے عمل میں ہوتا ہے، تو معلم اظہار کے ایک یا ایک سے زیادہ ذرائع استعمال کرتا ہے جن میں زبان بنیادی ذریعہ ہے۔ اگر اس فکر کو طالب علم اس حقیقت کے ساتھ مربوط کر سکیں جسے وہ محسوس کر رہے ہوں یا ماضی میں محسوس کر چکے ہوں یا اس سے ملتی جلتی کوئی اور حقیقت محسوس کر چکے ہوں تو یہ فکر اس طرح منتقل ہوگی جیسا کہ وہ خود اس فکر تک پہنچے ہیں۔ اگر وہ اس فکر کا تعلق کسی محسوس کردہ یا قابلِ محسوس حقیقت کے ساتھ نہ بنا سکیں تو اسکی مثال ایسی ہوگی جیسے وہ کسی جملے کا مطلب سمجھ گئے ہوں اور انکے سامنے اس جملے کی وضاحت کی گئی ہو مگر وہ فہم اس امر کے بغیر ہوگا کہ وہ اس کے متعلق کوئی حقیقت تصور کر سکیں۔ پس

یہ فکر انہیں منتقل نہیں ہوگی اور انہیں صرف معلومات منتقل ہوں گی جو انہیں فقط تعلیم یافتہ بنائیں گی نہ کہ مفکرین۔ لہٰذا معلم کیلئے لازمی ہے کہ کسی فکر کو منتقل کرتے وقت اسکا مفہوم درست طریقے سے سمجھانے کیلئے ایسی حقیقی مثال کا سہارا لے جسے طلباء محسوس کر رہے ہوں یا اسی سے مشابہ حقیقت کو ماضی میں محسوس کر چکے ہوں تاکہ وہ اس فکر کو اپنی فکر کے طور پر اپنا لیں نہ کہ محض معلومات کے طور پر سیکھ لیں۔ لہٰذا فکر دیتے وقت معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو مدِ نظر رکھے کہ طالب علم حقیقت کو محسوس کر سکے، یعنی اگر حقیقت کو سامنے نہیں لایا جا سکتا تو وہ اس حقیقت کی قریب ترین تصویر طلباء کے ذہن میں لائے تاکہ طلباء محسوس کردہ یا تصور کردہ حقیقت کا معلومات کے ساتھ تعلق بنا سکیں جو کہ فکر کے پیدا ہونے پر منتج ہوگا۔

جو فکر معلم طلباء کو پہنچاتا ہے اسکا تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے:

ا) اگر اس سوچ سے متعلق ایک حقیقی مثال موجود ہے جسے طلباء پہلے سے محسوس کر چکے ہیں یا حقیقت کو بیان کرنے پر وہ اسے محسوس کریں، تو وہ اس کا ادراک کر سکیں گے اور اسے فکری طور پر سمجھ لیں گے۔

ب) اگر انہوں نے پہلے سے اس حقیقت کا مشاہدہ نہیں کیا ہوا اور نہ ہی وہ اس وقت اسے محسوس کریں، جب وہ فکر انہیں منتقل کی جا رہی ہو، تاہم وہ حقیقت کی خیالی تصویر اپنے دماغ میں اسی طرح کھینچ لیں جس طرح سے وہ انہیں بیان کی گئی اور اسے درست سمجھ لیں، تو وہ حقیقت ان کے اذہان میں اس طرح بن جائے گی گویا کہ وہ اسے محسوس کر رہے ہیں۔ پس وہ اس کو اسی طرح قبول کر لیں جس طرح وہ ایک محسوس کردہ حقیقت کو قبول کرتے ہیں، اور یوں وہ اس فکر کو سمجھ پائیں گے اور اسے فکری طور پر قبول کر لیں گے۔

ان دونوں صورتوں میں معلم کی منتقل کردہ فکر انکی اپنی فکر بن جائے گی۔ تاہم اگر اس فکر سے متعلق کوئی محسوس کردہ حقیقت موجود نہیں یا پھر ایسی حقیقت موجود نہیں جسے طلباء محسوس کر سکیں تو یہ فکر طلباء کیلئے محض معلومات ہی ہوگی۔

قابلِ محسوس حقیقت وہ حقیقت ہے جسے انسان حواسِ خمسہ میں سے کسی ایک کے ذریعے محسوس کر سکے خواہ وہ حقیقت مادی ہو یا غیر مادی (معنوی)۔ مادی حقیقت کی مثالیں یہ ہیں: درخت کو آنکھوں سے دیکھنا، چڑیا کی آواز سننا، کپڑے کی عمدگی محسوس کرنا، پھول کی خوشبو سونگھنا، شہد کا ذائقہ چکھنا وغیرہ۔ جبکہ معنوی حقیقت کی مثالیں یہ ہیں: حوصلہ، ایمانداری، بزدلی، غداری انہیں ان کے مادی مظاہر کی بنیاد پر فکری طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ یہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ دشمن کی مادی اور لشکری برتری کے باوجود مسلمان کا دشمن سے لڑنا بہادری ہے اور دشمن کا میدان جنگ سے بھاگ جانا بزدلی ہے۔ تفکیر (سوچنے کے عمل) میں محسوس کردہ یا پھر محسوس کرنے کے قابل حقیقت ایک بنیادی عنصر ہے چاہے حقیقت مادی ہو یا معنوی۔ فکر اسکے بغیر فکر نہیں رہتی۔ جہاں تک غیبی امور کا تعلق ہے جنہیں محسوس نہیں کیا جا سکتا مثلاً جنت، جہنم کی آگ اور عرش وغیرہ، یہ سب حواس کے توسط سے تفکیر کے موضوع میں شامل نہیں بلکہ یہ قطعی سچی خبر کی بنیاد پر تفکیر کے موضوع میں شامل ہیں، اور یہ خبر قرآنِ مجید اور حدیث متواتر کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ جہاں تک ان غیبی چیزوں کا تعلق ہے جس کے موجود ہونے کا بعض لوگ تخیل کرتے ہیں مثلاً بھوت پریت یا ایک بیل جس نے زمین کو اپنے سینگوں پر اٹھا رکھا ہے، تو ان کے متعلق سوچنا غور و فکر کرنا نہیں کیونکہ انہیں نہ تو محسوس کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا احساس قطعی طور پر منقول ہے۔ یہ محض اندازے اور توہمات ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں اور طلباء کو ایسی سوچ سے دُور رکھنا چاہیے۔

سننے اور پڑھنے کے ذریعے فکری خطاب اور فکر کو حاصل کرنے کے عمل میں معلم یا نصاب ترتیب دینے والے کیلئے تفکیر کے چار عناصر (ارکان) کا استعمال لازمی ہے۔ لہٰذا تعلیم حاصل کرنے والے یعنی طالب علم کو زبانی یا تحریری طور پر مخاطب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اگر اس نے پہلے سے متعلقہ حقیقت کا ادراک نہ کیا ہو تو اسکے ذہن میں حقیقت کا ایک نزدیک ترین نقشہ کھچ جائے۔ اس طرح طالبعلم حقیقت کو محسوس کر سکے گا اور اس حقیقت کے بارے میں تمام معلومات کو بیان کرنے سے وہ اپنے ذہن میں اس کا خاکہ بنا سکے گا۔

تعلیم یا تدریس کے عمل میں عقلی طور پر مخاطب کرنے اور فکر کو قبول کرنے کیلئے زبان،

اس میں موجود الفاظ، جملے، ان الفاظ اور جملوں کے معانی اور ان معانی میں موجود فکر کو کلیدی آلے کا درجہ حاصل ہے۔ اگر ان الفاظ، جملوں اور انکے مفہوم کو معلم اور طالب علم اس میں موجود فکر کے اعتبار سے صحیح طرح سمجھ پاتے ہیں تو یہ آلہ تدریس اور تعلیم میں مؤثر ہوگا۔ پس ہر معلم اور نصاب ترتیب دینے والے کیلئے لازمی ہے کہ وہ طالب علم کی لغوی صلاحیتوں پر عبور کو مدنظر رکھے اور ایسے الفاظ، جملے اور ترکیب استعمال کرے جسے وہ سمجھتے ہوں، تاکہ فریقین کے درمیان فکری بحث کو سہل بنایا جاسکے۔ یہاں پر فکری بحث سے ہماری مراد فریقین کے درمیان تفکیر کے چار عناصر کی بنیاد پر باہمی گفتگو ہے۔

اس طریقے کے استعمال سے تحریری یا زبانی بیان طالب علم کے ذہن میں فکر کی شکل اختیار کر لیتا ہے (جیسا کہ وہ معلم کے ذہن میں تھا) جسکا وہ اپنی زبان فہمی کے مطابق اظہار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور پھر اپنے معیار کے مطابق اسکو پرکھتا ہے، مثلاً حرام اور حلال اور صحیح اور غلط۔

یہ طریقہ کسی فکر کو منتقل کرنے یا خود سمجھنے کیلئے موزوں ہے خواہ اس فکر کا تعلق براہ راست زندگی کے بارے میں کسی مخصوص نقطۂ نظر سے ہو جیسا کہ نظریاتی (Ideological) افکار یا پھر یہ تعلق براہِ راست نہ ہو مثلاً ریاضیاتی سائنس۔ اگر افکار کا تعلق <u>پہلی قسم</u> سے ہے یعنی اگر افکار کا زندگی سے متعلق کسی مخصوص نقطۂ نظر سے براہ راست تعلق ہو، یعنی وہ ایسے افکار ہوں جو انسان کے اپنے رب کے ساتھ، انسان کے اپنی ذات کے ساتھ اور دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات کو منظّم کرتے ہیں، تو ان کا اسلامی عقیدہ سے مربوط ہونا لازمی ہیں۔ پس معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طالب علم کی فکر کو مخاطب کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات کو بھی مخاطب کرے اور طالب علم کی دنیاوی اور اُخروی زندگی کے ساتھ اس فکر کے تعلق کو بھی واضح کرے۔ جب کوئی طالب علم اس فکر کو صحیح فکر مان لیتا ہے اور یہ فکر اسکے رویے کو منظّم کرنے والا تصور بن جاتی ہے، تو اسکے اندر اس فکر کی پسندیدگی کے جذبات ابھرتے ہیں اور وہ ان افکار کی طرف قدم اٹھاتا ہے جو اس مخصوص نقطۂ نظر سے پھوٹے ہیں جس کا اسلامی عقیدہ نے تعین کیا ہے، پس وہ انہیں ثابت قدمی اور

گرم جوشی کے ساتھ اپنانے کے لئے لپکتا ہے۔ یا پھر زندگی کے بارے میں اسکے نظریے سے متصادم یا اسکی نفی کرنے والے غلط افکار اس میں نفرت اور مدافعت کے جذبات ابھارتے ہیں، پس وہ انکے خلاف لڑنے اور ان کی مخالفت کرنے کیلئے متحرک ہوتا ہے۔ کسی نظریے سے متعلقہ فکری تحریر کی تعلیم دینے سے مراد اپنے آپ کو اسکے محض لغوی معنی تک محدود کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد متعلقہ صورتحال (حقیقت) پر اسے لاگو(apply) کرنے کیلئے اسکا فہم حاصل کرنا ہے تاکہ طالب علم اس معاملے میں وہ موقف اختیار کرے جو اس صورتِ حال سے متعلق شریعت نے دیا ہے خواہ یہ موقف عمل کرنا ہو یا اجتناب کرنا ہو۔ لہٰذا وہ ایسے افکار کی تدریس اس لیے کرتا ہے تاکہ وہ اپنے طرزِ عمل کو احکامِ شریعت کے مطابق ڈھالے۔ تعلیم کا مقصد محض ذہنی سرور نہیں بلکہ اس کا مقصد ذہنیت اور نفسیت کے لحاظ سے اسلامی شخصیت سازی ہے۔ جس کا مقصود اپنے ہر قول اور فعل میں رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

اگر افکار کا تعلق دوسری قسم سے ہو یعنی وہ افکار جو کسی نظریۂ حیات سے براہ راست تعلق نہ رکھتے ہوں مثلاً طبیعات (فزکس)، کیمیا (کیمسٹری)، ریاضی وغیرہ تو ان علوم کو کائنات کی تسخیر کے لیے طلباء کو تیار کرنے کی غرض سے پڑھایا جاتا ہے، کیونکہ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کیلئے بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً مِّنْهُ﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ جو آسمان اور زمینوں میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔''

(الجاثیہ:13)

اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ ۢ بِاَمْرِهٖ﴾

''اور اس نے اپنے حکم سے تمہارے لئے دن اور رات، سورج اور چاند مسخر کر دیے اور ستارے مسخر ہیں'' (النحل :12)

ایک مسلمان بطور اسلامی شخصیت کے تجرباتی سائنس کو فائدہ حاصل کرنے اور اسکو امت مسلمہ کے مفاد اور امتِ مسلمہ کے اہم مسائل کے حل کیلئے حاصل کرتا ہے۔ علم کو محض علم ہونے کے ناطے حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اس زندگی میں ان افکار اور علوم کو اسلام کے احکامات کے مطابق انسان کے فائدے کیلئے حاصل کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ ابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا﴾

''اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں اس آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیاوی حصے کو نہ بھول۔'' (القصص:77)

پڑھانے کے اسالیب و ذرائع

ہر فکر پر عمل پیرا ہونے کا ایک منفرد طریقہ ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک اسلوب کا تعلق ہے تو یہ کسی کام کو کرنے کی ایک خاص کیفیت ہے جو غیر دائمی ہوتی ہے۔ تعلیم اور پڑھانے کے اسالیب سے مراد وہ سب انداز ہیں جو ایک استاد بروئے کار لاتا ہے تا کہ وہ طالب علموں کو کامیابی کے ساتھ مقصد کے حصول تک لے جائے، وہ مقصد یہ ہے کہ افکار، تصورات و مفاہیم اور مختلف علوم کو تیزی اور کامیابی سے طالبعلموں کو منتقل کر دیا جائے۔ تعلیمی مراحل کے اعتبار سے استاد مختلف اسالیب استعمال کر سکتا ہے جس میں وہ طلباء کے معیار کا لحاظ رکھتے ہوئے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے بہترین اسلوب اختیار کرتا ہے، جیسا کہ تقریر، مباحثہ، درس دینا، کہانی سنانا، problem solving، تجربات، اور براہِ راست عملی مشقیں۔ اکثر اوقات مقصد کے حصول کیلئے ایک یا ایک سے زیادہ اسالیب استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ یہ اسالیب دائمی نہیں ہوتے بلکہ یہ حالات، لوگوں اور امکانی صورتِ حال کی بنیاد پر بدلتے ہیں یا نئے ایجاد کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ کسی فکر کو نافذ کرنے کیلئے ایک مخصوص طریقے کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اس طریقے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اسالیب و ذرائع کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی کام کو جلدی اور مؤثر طریقے سے کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسے اسالیب ڈھونڈے جائیں جو اس کام کے لیے موزوں ہوں۔

مثال کے طور پر تعلیم، جو کہ ایک استاد کا عقلی طرز سے خطاب کرنا اور شاگرد کا فکری لحاظ سے علم حاصل کرنا ہے، کے لیے ماضی میں مختلف اسالیب استعمال کئے جاتے تھے جن میں قلم اور کاغذ، زبانی دھرائی، عبارت نقل کرنا اور لکھنا شامل تھے۔ لیکن آج جو اسالیب استعمال کئے جاتے

ہیں وہ ماضی کے اسالیب سے مختلف ہیں مثلاً کتابی اور ویڈیو تصویریں، کیسٹیں اور لیباٹری کے تجربات۔ اسکولوں کو موزوں ترین اسالیب اختیار کرنے چاہئیں تا کہ طلباء میں فکری انداز میں سوچنے کے طریقے کو مضبوط کیا جا سکے کیونکہ فکری طریقہ روشن فکر(enlightened thinking) کی اور اسلام کو اساس بنا کر نشاۃِ ثانیہ حاصل کرنے کی بنیاد ہے، جس کے ذریعے انسان کے سب سے بڑے سوال (عقدۃ الکبری) کا حل ملتا ہے اور اس کے ذریعے ایک شخص انسان، حیات، کائنات، اور اس سے قبل اور بعد اور ماقبل اور مابعد کے ساتھ ان کے تعلق کے بارے میں درست کُلی فکر تک پہنچتا ہے۔ پس وہ اسی فکری طریقے سے اسلامی عقیدے تک پہنچتا ہے جو ریاست، امت اور اسلامی نظام کی بنیاد ہے۔

انیسوی صدی عیسوی سے 'سائنسی طریقہ' کا اسلوب سامنے آیا جب سائنسی تحقیق کا نتیجہ میں یورپ اور اس کے بعد امریکہ اور روس نے بے مثال انداز میں صنعتی انقلاب برپا کیا۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو سائنسی طریقہ صرف تجرباتی علوم کیلئے صحیح اور مؤثر ہے، البتہ اسے ایک طریقہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تحقیق کا ایک مخصوص اور مستقل انداز ہے۔ لیکن غلطی یہاں سے پیدا ہوتی ہے جب عقلی طریقہ (rational method) کی بجائے سائنسی طریقہ کو فکر کی بنیاد بنا لیا جائے کیونکہ اس بنیاد پر فکر کرنا کئی حقیقتوں اور معارف کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، کہ جن تک انسان عقلی طریقہ کے ذریعہ پہنچتا ہے، جیسا کہ اللہ کا وجود اور رسول ﷺ کی رسالت۔ پس سائنسی طریقہ ایک صحیح طریقہ ہے لیکن اس کا استعمال صرف اُن قابلِ محسوس مادی چیزوں تک محدود ہے جن کی مادی حقیقت اور خاصیتوں کو تجربات کے ذریعے جانچا جا سکتا ہو۔ بہر حال فکر کی بنیاد عقلی طریقہ اور اس کے چاروں اجزاء ہی ہیں کیونکہ اس کا استعمال نہ صرف مادی تحقیق مثلاً فزکس وغیرہ کے لیے درست ہے بلکہ یہ طریقہ افکار مثلاً عقائد نیز قوانین اور تاریخ اور کلام مثلاً ادب کی تحقیق کیلئے بھی موزوں ہے۔ اگر کسی چیز کے وجود کے متعلق عقلی نتیجہ اور سائنسی نتیجہ ایک دوسرے سے متصادم ہوں تو عقلی نتیجے کو تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ اشیاء کے وجود کے متعلق یہ قطعی نتیجے تک پہنچاتا ہے۔

سائنسی طریقہ صرف تجرباتی علوم تک محدود ہے، جیسا کہ کیمسٹری اور فزکس، تا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جو چیزیں انسانوں کیلئے پیدا کی ہیں ان کی حقیقت اور خواص کو جانچ کر ان سے اسلامی قوانین کے مطابق فائدہ اٹھایا جائے۔

کچھ فلسفیوں خاص کر قدیم یونانی فلسفیوں نے منطقی بحث کو بھی فکر کا طریقہ سمجھا ہے۔ جبکہ منطق سوچنے کا طریقہ ہی نہیں بلکہ یہ تو سائنسی طریقے کا ہم پلہ بھی نہیں ہے۔ منطق دراصل عقلی طریقے کا ہی ایک اسلوب ہے جس میں ایک خیال کو دوسرے خیال کی بنیاد پر کھڑا کر کے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، لیکن یہ ایک پیچیدہ اسلوب ہے جس میں غلطی اور دھوکہ کھا جانے کی گنجائش ہوتی ہے۔ منطق ایک ایسے نتیجے تک بھی پہنچا سکتی ہے جو حقیقت کے برعکس ہو، اسلئے اس سے گریز کرنا بہتر ہے۔ اور اگر اسے استعمال کیا جائے تو اسے عقلی طریقے سے بھی پرکھنا چاہئے۔

سکولوں اور اساتذہ کیلئے نصاب وضع کرنے والے کو کسی بھی مضمون کے اسالیب کے چناؤ کیلئے مندرجہ ذیل افکار پر توجہ دینی چاہئے۔

1) اسالیب وقتی ہوتے ہیں، اسلئے اساتذہ کو چاہئے کہ وہ متعین افکار کو منتقل کرنے کیلئے طلباء کے انفرادی تضاد اور حالات کی بنیاد پر موزوں ترین اسالیب و ذرائع ایجاد اور اختیار کریں۔

2) حواس خمسہ (یعنی سننا، دیکھنا، چکھنا، چھونا اور سونگھنا) حقیقت کا ادراک ذہن تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ وہ طلباء کو انہیں زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا سکھائیں تا کہ وہ موضوع کی حقیقت کا صحیح ادراک کر سکیں، اگر پڑھائی کے دوران وہ حقیقت انہیں میسر ہو۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ حقیقت کو ہر ممکن اسلوب اختیار کرتے ہوئے ان کیلئے واضح کیا جائے یہاں تک کہ وہ اس کا ادراک کر سکیں، کیونکہ حقیقت کا ادراک فکر کیلئے بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ حقیقت کے ادراک کے لیے حواسِ خمسہ میں سے جتنے زیادہ حواس بروئے کار لائے جائیں گے، اسی قدر حقیقت کے احساس میں گہرائی ہوگی، جس سے حقیقت اور اس کی صفات کے متعلق زیادہ صائب رائے اختیار کی جا سکے گی۔

3) نصاب کی کتابوں کوتحریر کرتے وقت اور طلباء کومخاطب کرتے وقت زبان پر طلباء کے عبور کوملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

4) چیزوں کی جُزیات (details) کو سمجھانے سے پہلے ان کی کُلی حقیقت (comprehensive form) کو سمجھایا جائے، خاص کر 6 سے 10 سال کی عمر میں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امور ضروری ہیں:

- طلباء کو حروف کی پہچان سے پہلے لفظوں کے مطلب سکھائے جائیں۔ جب وہ سمجھ جائیں کہ ان الفاظ سے حقیقت کا ادراک ہوتا ہے تو لفظوں کے تجزیئے کا عمل شروع ہو جاتا ہے، یعنی لفظ کن حروف سے مل کر بنا ہے اور ان حروف سے کونسے نئے الفاظ بنتے ہیں، اور تحلیل کے اس عمل کے ساتھ ترکیب کا عمل بھی سکھایا جائے، یعنی حروف سے نئے لفظ بنانا اور سیکھے گئے لفظوں سے جملے بنانا۔ اس طرح زبان پڑھانے کے دو طریقے اکٹھے ہو جاتے ہیں؛ حروف سیکھنے کا طریقہ اور جملے بنانے کا طریقہ۔

- چیزوں کی جزیات اور بناوٹ کی تعلیم دینے سے پہلے ان کی ظاہری صفات کی تعلیم دینا ضروری ہے۔

- شخصیات کی زندگیوں کی تفصیلات اور ان کے کارنامے پڑھانے سے پہلے ان کی زندگی کا خلاصہ پڑھایا جائے۔

- عمومی معانی اور بنیادی افکار کی تعلیم ان کی تفصیلات اور فروعات سے قبل دی جائے۔

اسکول کی تعلیم

1) اسکول کی تعلیم کے مقاصد

اسکول کی تعلیم کے تین اہم مقاصد ہیں:

i) اسلامی شخصیت یعنی اسلامی ذہنیت اور نفسیت کی بنیاد رکھنا، اسکول کے تعلیمی مراحل کے اواخر تک اس بنیاد کو مکمل کرنا۔

ii) طالبعلم کو ان اوزاروں، ایجادات اور شعبوں کی تعلیم دینا جن کی اسے اپنے گرد و پیش سے تفاعل (interaction) کے دوران ضرورت پڑے گی جیسا کہ الیکٹریکل اور الیکٹرانک آلات کا استعمال، کھیتی باڑی اور صنعتی اوزاروں کا استعمال۔

iii) طلباء کو یونیورسٹی میں داخلے کی تیاری کرنے کیلئے درکار ابتدائی سائنس کی تعلیم دینا، خواہ وہ ثقافتی ہوں جیسا کہ عربی زبان، اسلامی قوانین، تفسیر اور حدیث یا پھر تجرباتی جیسا کہ ریاضی، کیمسٹری اور فزکس وغیرہ۔

2) اسکول کی تعلیم کے مراحل:

تعلیم کے مراحل ترتیب دیتے وقت طلباء کی حقیقت کا خیال رکھا جانا چاہیئے کہ آیا وہ بچے ہیں یا بالغ۔ سرپرست اور اسی طرح معلم اور اساتذہ کو بچوں اور بالغوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا

چاہئے، اس سلسلے میں بچوں اور بالغوں سے متعلق شرعی احکامات کا لحاظ رکھنا لازمی ہے کیونکہ اسلام میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کے آپس کے تعلقات کو منظّم کرنے کیلئے ایک مربوط نظام دیا ہے، جس کی پابندی لازمی ہے۔

جہاں تک اس کے دلائل کا تعلق ہے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ النور کی آیت 58 میں فرماتا ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾

''اے ایمان والو تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں''

اور جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میں فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

''اور جب بچے بلوغت کی عمر تک پہنچ جائیں تو وہ اجازت طلب کریں جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے'' (النور: 59)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب على عقله حتى يفيق، و عن النائم حتى يستيقظ و عن الصبي حتى يحتلم))

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا جاتا ہے مجنون سے جب تک کہ اس کی عقل واپس نہ لوٹ آئے، سوئے ہوئے شخص سے جب تک کہ وہ بیدار نہ ہوجائے اور بچے سے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجائے'' (سنن ابو داؤد)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یا اسماء ان المراة اذا بلغت المحیض لم تصلح ان یری منها الا هذا و هذا. و اشار الی وجهه و کفیه))

''اے اسماء، جب عورت بالغ ہوجائے تو اس کے اس اور اس حصے کے سوا کچھ نظر نہیں آنا چاہئے (اور وہ چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کررہے تھے)'' (سنن ابو داؤد)۔

اور عطیہ القراضی سے روایت ہے:

((عُرضنا علی النبی یوم قریظة فکان من انبت قُتِل ، و من لم ینبت خُلیّ سبیله، فکنت ممن لم ینبت فخُلیّ سبیلی))

''ہمیں قریظہ (غزوہ بنی قریظہ) کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا، جن کے زیرِ ناف بال آ چکے تھے انہیں قتل کردیا گیا لیکن جو اس کے بغیر تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ میں ان میں سے تھی جن کے ابھی زیرِ ناف بال نہیں آئے تھے اسلئے مجھے چھوڑ دیا گیا'' (سنن ترمذی)۔

اور یہ بھی روایت ہے:

((ان النبی ﷺ لما حکَّم سعداً فی بنی قریظة کان یکشف عن مؤتزرهم))

''جب سعد بن معاذؓ نے بنی قریظہ کا فیصلہ کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے تہبند کھولنے کا حکم دیا''

عثمان سے روایت ہے:

((انه اُتی بغلام قد سرق فقال : انظرو الی موتزره ، فوجدوه لم ینبت فلم یقطع))

''جب ایک نوعمر لڑکے کو ان کے پاس لایا گیا، جس نے چوری کی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: اس کے تہبند میں دیکھو۔ تو اس لڑکے کے ابھی زیرِ ناف بال نہیں آئے تھے۔ پس اس کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا''

اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مروا صبیانکم بالصلاۃ اذا بلغوا سبعاً واضربوھم علیھا اذا بلغوا عشراً و فرقو بینھم فی المضاجع))

''بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور اگر وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز کی طرف لاؤ، اور ان کے بستر علیحدہ کر دو'' (مسند امام احمد)

یہ شواہد دلالت کرتے ہیں کہ بچپن بالغ ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے واضح علامات بیان کی ہیں جو بچپن کو بلوغت سے علیحدہ کرتی ہیں مثلاً لڑکوں کیلئے جوانی کے خواب آنا، احتلام اور زیرِ ناف بال، اور لڑکیوں کیلئے حیض یا حمل۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر یہ قوانین بلوغت سے پہلے لاگو نہیں ہوتے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مروا ابناکم بالصلاۃ لسبع سنین واضربوھم علیھا لعشر سنین))

''بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور اگر وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز کی طرف لاؤ، اور ان کے بستر علیحدہ کر دو'' (مسند امام احمد)۔

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ بچوں کو نظم وضبط کی پابندی کے لحاظ سے دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، دس سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے کا دور جب اسے ادب سکھانے کیلئے مارا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ حدیث پابند کرتی ہے کہ اس عمر میں بغیر مار کے نماز کا حکم دینا ہے۔ تو اسی بنیاد پر یہ واضح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نماز کے علاوہ دوسری چیزوں کیلئے مار پیٹ کی اجازت نہ ہونا بدرجۂ اولا ہے۔ اسے ادب اور نظم و ضبط کا پابند کرنے کیلئے صرف نصیحت اور ڈرانے دھمکانے کا استعمال کرنا چاہئے۔ اور دس سال سے لے کر بلوغت تک کا دور جس میں اسے نظم وضبط کا پابند کرنے کیلئے مار پیٹ کی جا سکتی ہے۔ تاہم بالغ ہونے سے قبل تک اس پر حدود اور شرعی سزاؤں (عقوبات) کا

اطلاق نہیں ہوتا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((رُفع القلم عن ثلاثة: عن الصبي حتى يبلغ و عن النائم حتى يستيقظ و عن المعتوه حتى يبرأ)) ''تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ بچے سے، جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے، سوئے ہوئے (شخص) سے، جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے، اور مجنون سے، جب تک کہ اس کی عقل واپس نہ لوٹ آئے'' (سنن ابو داؤد)۔ یہاں پر قلم اٹھانے کا مطلب ہے کہ اس کا حساب و کتاب نہیں ہوگا۔ جب بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو شریعت انہیں اعمال کا جوابدہ ٹھہراتی ہے اور اگر وہ کوئی حرام کریں یا شرعی قوانین کو توڑیں تو انہیں عدالتی فیصلے کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اسلئے بالغ طلباء کے اسکولوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں قاضیوں کی ضرورت پڑے گی۔

اسکولوں کے تعلیمی مراحل طے کرتے وقت بالغ اور بچے کے فرق کو مدِ نظر رکھا جائے گا کیونکہ تربیت اور تادیب تعلیم کیلئے لازم وملزوم ہے۔ ابتدائی مرحلہ، اسکول میں داخلے سے لے کر دس سال کی عمر تک چلے گا۔ دوسرا مرحلہ دس سال سے لے کر بالغ ہونے تک ہوگا جو کہ عام طور پر معتدل موسم والے ممالک میں پندرہ سال کی عمر تک ہے۔ اور تیسرا مرحلہ پندرہ سال سے لے کر اسکول ختم ہونے تک ہوگا۔

انہی قوانین اور اصولوں کی بنیاد پر ریاستِ خلافت میں اسکول کے مراحل طلباء کی عمروں پر تقسیم کیے جائیں گے نہ کہ مضامین کی بنیاد پر۔ مندرجہ ذیل طریقے سے اسکولوں کو تین درجوں میں بانٹا جائے گا۔

سکول	عمر کا حصہ
سکول کا پہلا مرحلہ (الابتدائية)	چھ سال مکمل ہونے سے لے کر دس سال کی عمر مکمل ہونے تک
سکول کا دوسرا مرحلہ (المتوسطة)	دس سال کی عمر مکمل ہونے سے لے کر چودہ سال کی عمر مکمل ہونے تک

سکول کا تیسرا مرحلہ (الثانویۃ) چودہ سال کی عمر مکمل ہونے سے لے کر سکول کی تعلیم مکمل ہونے تک

ایک دفعہ طالبعلم دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے تعلیم کے دوسرے مرحلے میں داخل کر دیا جائے گا اس سے قطع نظر کہ اس کی علمی قابلیت کیسی ہے۔ اور بالغ ہونے کے ساتھ ہی اسے تیسرے مرحلے والے سکول میں داخل کر دیا جائے گا خواہ وہ علمی لحاظ سے اس قابل ہو نہ ہو۔ ہم اس پر آگے چل کر بات کریں گے کہ اسکول کے مراحل کا یہ نظام ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ریاستی سکولوں میں کیسے نافذ کرے گا جو اس چیز کا ضامن ہو گا کہ عمر کے مطابق بچوں کو اسکولوں میں منظّم کیا جائے۔

جہاں تک چھ سال سے پہلے کی تعلیم (دودھ پلانا اور روضۃ الاطفال kindergarten) کی بات ہے تو یہ لوگوں پر چھوڑ دی جائے گی۔ اگر کوئی پرائیویٹ اسکول بنانا چاہتا ہے تو اس کی اجازت ہو گی بشرطیکہ ریاست اس کی تدریس کی نگرانی کرے گی کہ اس کے مضامین ریاست کی تعلیمی پالیسی کے عین مطابق ہوں، جو خلافت نے تبنی کئے ہیں۔

3) اسکول کی سہ ماہیاں (School Terms)

اسکولوں کے تعلیمی مراحل 36 متواتر منزلوں (سہ ماہیوں) پر مشتمل ہونگے اور ہر منزل (سہ ماہی) 83 دنوں کی ہو گی۔ ہر منزل (سہ ماہی) کیلئے تعلیمی مضامین کا مجموعہ ترتیب دیا جائے گا۔ طالبعلم پہلی منزل (سہ ماہی) سے اسکول کے مراحل کا آغاز کرے گا۔ اسے ایک منزل (سہ ماہی) سے دوسری منزل (سہ ماہی) میں ترقی ملتی جائے گی حتیٰ کہ وہ 36 متواتر منزلیں (سہ ماہیاں) طے کرتا ہوا کامیابی کے ساتھ ایک تعلیمی مرحلہ مکمل کر لے گا۔ ایک ہجری سال کو چار یکساں منزلوں (سہ ماہیوں) میں تقسیم کیا جائے گا جن کے درمیان 3 دن کا وقفہ ہو گا۔ منزلوں (سہ ماہیوں) کی ترتیب اور مکمل ہونے کی تاریخیں اور ان کے درمیان کی تفریحی چھٹیاں مندرجہ ذیل چارٹ میں واضح ہیں۔

سہ ماہیاں	سہ ماہی کی ابتدا کی تاریخ	سہ ماہی کے اختتام کی تاریخ
پہلی سہ ماہی	یکم محرم	25 ربیع الاول
چھٹیاں	25, 26, 27 ربیع الاول	
دوسری سہ ماہی	28 ربیع الاول	22 جمادی الثانی
چھٹیاں	22, 23, 24 جمادی الثانی	
تیسری سہ ماہی	25 جمادی الثانی	20 رمضان
چھٹیاں	20, 21, 22 رمضان	
چوتھی سہ ماہی	23 رمضان	27 ذی الحجہ
چھٹیاں	اس میں عید الفطر کی 1 تا 3 شوال اور عید الاضحیٰ کی 8 تا 15 ذوالحجہ کی چھٹیاں شامل ہیں	

جیسے ہی بچہ چھ سال کا ہوگا اس کا اسکول شروع ہو جائے گا۔ ریاستی اسکول ہر نئی منزل (سہ ماہی) میں نئے بچوں کو داخل کرے گی، جو کہ سال میں چار ہونگی یعنی ہر تین ماہ بعد۔ ہجری سال کے مطابق چھ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد بچہ اسکول کے درجات میں سے پہلی منزل (سہ ماہی) میں داخل ہوگا۔

متواتر تین سہ ماہیوں کے بعد بچہ ایک سہ ماہی کیلئے آرام کر سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے تو بغیر کسی چھٹی کے پڑھائی جاری رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا یہ نظام ایک سنجیدہ طالبعلم کو دوسرے طلباء کے مقابلے میں کم چھٹیاں یا چھٹیاں کئے بغیر جلدی تعلیمی مراحل طے کرا سکتا ہے۔ تعلیمی اکائی

(study unit) ایک سہ ماہی ہے جو 83 دنوں پر مشتمل ہے نہ کہ پورا سال، ہر سہ ماہی کا اپنا نصاب اور طلباء ہوں گے۔

اگر ایک طالبعلم بغیر چھٹیاں کیئے کامیابی کے ساتھ اپنی تعلیمی سہ ماہیاں طے کرتا ہے تو وہ 36 سہ ماہیاں 9 سال میں مکمل کرسکتا ہے جس کی بدولت وہ تمام تعلیمی مرحلے 15 سال کی عمر میں مکمل کرسکتا ہے۔ اور اگر وہ ہر سال تین سہ ماہیاں طے کرے اور عموماً ایک سہ ماہی کی چھٹی کرے تو اسے تعلیمی مراحل طے کرنے میں 12 سال لگیں گے یعنی وہ 18 سال کی عمر میں سکول کی تعلیم مکمل کر پائے گا۔

کچھ طلباء کو 18 سال کی عمر کے بعد بھی ایک دو سال مزید لگ سکتے ہیں۔ اگر 20 سال کی عمر کو پہنچنے پر بھی کوئی تعلیمی مراحل طے نہیں کر پاتا تو اسے روایتی پڑھائی سے رخصت دے دی جائی گی اور وہ یا تو حرفت کے اداروں (vocational institutes) میں جا سکتا ہے یا پھر دوبارہ عوامی امتحان (public examination) دے سکتا ہے تاکہ کامیاب ہونے پر تعلیم کو آگے یونیورسٹی میں جاری رکھ سکے۔

یہ تعلیمی نظام طلباء کے انفرادی فرق کو ملحوظِ خاطر رکھنے کے ساتھ ساتھ وقت کی اہمیت اور ان کی تعلیمی کارکردگی کا بھی خاص خیال رکھتا ہے۔

کتاب کے آخر میں دیا گیا چارٹ طلباء کی عمر کے مطابق ان 36 سہ ماہیوں کی تقسیم کو واضح کرتا ہے۔ اور اس تعلیم کو مکمل کرنے اور سکول کے مراحل کو عبور کرنے پر طلباء کی کم از کم اور اوسط عمر کو بھی واضح کرتا ہے۔

اس تعلیمی نظام کو لاگو کرنے کیلیئے چھوٹے دیہاتوں کے درمیان Comprehensive Schools کو تعمیر کیا جائے گا اور طلباء کو گھروں سے سکول تک لانے لیجانے کیلیئے ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی جائے گی۔

4) تعلیم کے مضامین (Study subjects)

i) نصاب میں شامل مضامین کی بنیاد:

مسلمان کی زندگی کی بنیاد اسلام کا عقیدہ ہے۔ اسلام کا عقیدہ ہی ریاستِ خلافت کی واحد اساس ہے۔ ریاست کے وجود، ڈھانچے، افعال یا اس سے متعلق کسی بھی چیز کا اسلامی عقیدے کے علاوہ کسی دوسری بنیاد پر قائم ہونا جائز نہیں۔

اسی طرح اسلامی عقیدہ ہی ہر اُس علم کی بنیاد ہے جو طلباء ریاستِ خلافت میں حاصل کرتے ہیں خواہ یہ وہ علم ہو کہ جسے اسلامی عقیدے سے اخذ کیا جانا فرض ہے جیسا کہ عقیدہ کے متعلق افکار اور شرعی احکامات یا پھر وہ علوم کہ جن کی بنیاد اسلامی عقیدہ ہوتی ہے جیسا کہ تاریخ اور سائنس۔ اسلامی عقیدہ پر قائم ہونے سے مراد ہے کہ اسلامی عقیدہ وہ پیمانہ ہوگا جس پر پورا نہ اترنے پر مسلمان کسی چیز کو اختیار نہیں کرے گا اور نہ ہی اس پر اعتقاد رکھے گا۔ جو چیز اسلام کے عقیدہ سے متناقض ہو اسے اختیار کرنا جائز نہیں کیونکہ اسلامی عقیدہ ہی مسلمان کیلئے دین اور اعمال کا واحد پیمانہ ہوتا ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر وہ کسی چیز کو اختیار یا رد کرتا ہے۔ تاہم دوسرے ادیان اور ایسے علوم کا مطالعہ جو اسلام اور اسکے تصورات کے برعکس ہوں، ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ ان کا مطالعہ انہیں غلط ثابت کرنے اور ان کے مقابلے میں شرعی نقطۂ نظر کو واضح کرنے کیلئے ہو۔

ii) نصاب میں شامل مضامین کی اقسام:

نصاب میں شامل مضامین کی دو اقسام ہیں۔ ایک ہیں سائنسی علوم جن کی بدولت اس فہم کو بڑھایا جا سکے، جس کی بنیاد پر انسان اقوال، اعمال اور چیزوں پر ان کی حقیقت اور خصوصیات کے حوالے سے فیصلہ دے سکتا ہے اور پرکھ سکتا ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے موافق ہیں یا نہیں، مثلاً کیمسٹری، فزکس، فلکیات، ریاضی اور دیگر تجرباتی علوم۔ اس علم کا شخصیت سازی پر کوئی براہِ راست اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے شرعی علوم ہیں، جن کی بدولت اقوال، اعمال اور چیزوں کی

خصوصیات کے متعلق شرعی احکامات اخذ کئے جاسکتے ہیں کہ آیا وہ فرائض (واجب) سے تعلق رکھتے ہیں جن کا احتساب ہوگا، یا مندوبات سے تعلق رکھتے ہیں جو مستحب یعنی پسندیدہ ہیں، یا وہ مباح ہیں کہ جن کی اجازت ہے کہ انہیں اختیار کیا جائے یا نہ کیا جائے، یا وہ مکروہات میں سے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہیں، یا حرام ہیں جو ممنوع ہیں یا ان کا تعلق حکمِ شرعی الوضعی کی وضاحت سے ہے یعنی آیا ایک عمل سبب (cause) ہے، شرط (condition) ہے، مانع (preventor) ہے، رخصت (dispensation) ہے یا عزیمت (normative rule) ہے، کیا وہ صحیح ہے یا باطل یا پھر فاسد ہے۔ یہ علم اسلامی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔ اگر ان شرعی احکامات کو مسلمان کے مقصد سے جوڑا جائے، کہ جبلّتوں اور جسمانی حاجات کو پورا کرنے کے لیے شرعی دلائل کی بنیاد پر اشیاء، اعمال اور اقوال کی طرف یا تو رغبت کی جائے یا پھر عدم رغبت اختیار کی جائے اور یہ کہ کن اعمال کو کرنا چاہئے یا اور کن کو نہیں، تو اس سے اسلامی نفسیت (طرزِ عمل) تعمیر ہوتی ہے۔ اسلامی شخصیت اسلامی ذہنیت اور اسلامی نفسیت سے مل کر بنتی ہے، ایک ایسی شخصیت جو اسلامی عقیدہ کو اپنی سوچ اور میلانات کی بنیاد بناتی ہے۔

اسلام مسلمان کو انسان، حیات اور کائنات کی تخلیق پر سوچنے کی دعوت دیتا ہے۔ مثلاً اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾

''اور وہ آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں'' (ال عمران:191)

﴿أَفَلَا يَنظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾

''پھر کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں'' (الغاشیہ:17)

﴿كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

''اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو''

(البقرہ:73)

اسی طرح اسلام مسلمان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے فیصلوں، اعمال اور میلانات میں احکامِ شریعت کا التزام کرے، جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

''(اے محمد ﷺ) آپ کے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک یہ آپ ﷺ کو اپنے باہمی اختلافات میں فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں، پھر جب آپ ﷺ فیصلہ کر دیں تو یہ اپنے اندر کوئی گرانی محسوس نہ کریں، بلکہ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں'' (النساء: 65)

﴿وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

''اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے بھی وہ تمہیں منع کریں اس سے باز آ جاؤ'' (الحشر: 7)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوٓا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيمَانِ﴾

''اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں'' (التوبہ: 23)

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

''اور کہہ دو کہ کام کیے جاؤ پھر عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے کام کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے'' (التوبہ: 105)

جس طرح اسکول کو منفرد اسلامی شخصیت کی تعمیر کے لیے اصولِ فقہ، زبان، اور تفسیر کیلئے پہلی درسگاہ ہونا چاہئے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ممتاز اسلامی شخصیت کی تعمیر کے لیے سائنسی

علوم جیسا کہ ایٹم و ذرات کے علم، خلاء اور کمپیوٹر جیسے علوم کی بھی پہلی درسگاہ ہو۔ امتِ مسلمہ نے سیاست، حکمرانی اور جہاد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور صلاح الدین ایوبیؒ جیسے بے مثال رہنما پیدا کئے اور اسی امت نے فقہ اور سائنس میں بلند مرتبت علماء پیدا کئے جیسا کہ شافی، بخاری، خوارزمی اور الہیثم وغیرہ۔ اسکول کے مراحل میں یہ سب علوم پڑھانے کا مقصد مسلم طالبعلم کی شخصیت سازی ہے تاکہ وہ عملی زندگی میں نبرد آزما ہونے کیلئے لیس ہو جائے یا اعلیٰ تعلیم کیلئے تیار ہوتا کہ امت کو عقلی اور سائنسی سطح پر ترقی دینے کیلئے اعلیٰ شخصیات پیدا ہوں اور امتِ مسلمہ تمام انسانیت کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لانے کے لیے دنیا کی قیادت کر سکے، اور اسے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ظلم سے نکال کر احکامِ شریعت کا عدل مہیاء کر سکے۔ اور اسی طرح آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر انسان کے آرام اور خدمت کیلئے تسخیر کیا جائے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾

"اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں اس آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیاوی حصے کو نہ بھول۔" (القصص:77)

iii) اسکول کے تین مراحل میں نصاب کے مضامین کی شاخیں:

عربی زبان: پڑھنا، لکھنا، نحو، صَرف، خطابت اور فنِ خطابت، ادبی علوم اور لغات وغیرہ۔

اسلامی ثقافت: قرانِ مجید، عقیدہ، فقہ، سنتِ رسول ﷺ، تفسیر، سیرتِ رسول ﷺ اور فقہ سیرت، اسلامی تاریخ، اسلامی دعوت سے متعلق افکار وغیرہ۔

سائنسی علوم اور ہنر: ریاضی، فزکس، کیمسٹری، کمپیوٹر، زراعت، صنعت، تجارت اور جنگی تربیت وغیرہ۔

عربی زبان:

عربی زبان سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ یہ اسلام اور قرآن کی زبان ہے اور یہ قرانی معجزے کا جوہری جزو ہے؛ قران عربی زبان میں ہے اور عربی زبان کے علاوہ قران نہیں ہے اور ہم قرآن کے عربی الفاظ کی تلاوت کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اجتہاد عربی زبان کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ اللہ نے احکامِ شریعت کو اسی زبان میں نازل کیا ہے۔ اسلئے عربی زبان کو ریاستِ خلافت کی واحد زبان بنانا اور تمام تعلیم کو عربی میں لازم کرنا ضروری ہے۔ اسے سیکھنے کی فرضیت اس شرعی قاعدے کی بناء پر ہے: ((**ما لا يتم الواجب الا به فهو واجب**)) ''جو امر کسی فرض کو پورا کرنے کے لیے لازمی ہو تو وہ خود بھی فرض ہو جاتا ہے''۔ پس اسکول اور کالج کے تعلیمی نصاب میں عربی زبان پر توجہ دی جانی چاہیئے تاکہ یہ زبان افکار اور علوم کا خزانہ بن جائے خواہ وہ سائنسی ہوں یا ثقافتی۔ عربی زبان میں مہارت کے لیے عربی زبان کی تعلیم میں موثر اسالیب اور موزوں ذرائع کا استعمال ضروری ہے تاکہ اس کا پیشہ وارانہ استعمال ممکن ہو، اور یہ ریاست کے تمام شہریوں کیلئے گفتگو اور فکر کا ذریعہ بن جائے۔

عربی زبان کے سکھانے کا مقصد یہ ہے کہ طالبعلم میں درست عربی زبان میں لکھنے، بولنے اور خطاب کرنے کی قدرت پیدا ہو جائے۔ پھر عربی زبان کی تعلیم کے ذریعے ادبی ذوق پیدا کیا جائے، اور شرعی نصوص اور ادب کی سمجھ میں مدد ہو، اور طالب میں یہ شوق پیدا ہو کہ وہ عربی زبان کے علوم کی سمجھ میں اضافہ کرے، نیز اسے قران اور حدیث کی سمجھ میں بھی مدد ملے۔

جہاں تک دوسری زبانوں کا تعلق ہے تو انہیں پڑھانا فرضِ کفایہ ہے اور ریاست حسبِ ضرورت دوسری زبانیں سکھانے والے اداروں کے ذریعے اس ہدف کو اور جو کچھ بھی دعوت کو پہنچانے اور امت کے امور کی دیکھ بھال کیلئے ریاست پر لازم ہے، کو پورا کرے گی، جیسا کہ دوسری زبانوں میں ترجمے وغیرہ۔

اسلامی ثقافت:

اس میں مندرجہ ذیل علوم شامل ہیں:

ا) سلامی عقیدہ:

اسلامی عقیدہ کی تدریس کے وقت توجہ عقیدہ کے بنیادی افکار کی طرف مرکوز کی جانی چاہیے، ان افکار سے ہی ہر اسلامی فکر پھوٹتی ہے خواہ وہ فکر عقیدہ سے متعلق ہو یا احکامات سے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے: اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، آسمانی کتابوں پر ایمان، انبیاء پر ایمان، آخرت پر ایمان، قضاء اور قدر پر ایمان کہ یہ اچھی ہو یا بری، اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

نصاب تعلیم میں طالبعلم کی عمر کے مطابق عقیدہ کے افکار پڑھائے جائیں گے۔ طالبعلم کی توجہ اپنے اردگرد اللہ و بحانہ وتعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوقات کی طرف مرکوز ہوگی، اور بچوں کے ذہنوں کو اللہ کی تخلیق کے بارے میں فکر کرنے پر مجبور کیا جائے گا، جس سے ان کا خالقِ مدبر کے وجود پر ایمان پختہ ہوگا، اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر غور وفکر کی بدولت وہ عبادت اور اطاعت کے ذریعے اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اگلے مرحلوں میں جیسے جیسے نصاب آگے بڑھے گا تو عقائد کے متعلق مزید عقلی اور نقلی (منقول) قطعی دلائل دیئے جائیں گے۔ عقلی دلائل جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے وجود، رسول اللہ ﷺ کی رسالت، قران کا اللہ کی وحی ہونے کے قطعی دلائل، اور نقلی دلائل جیسا کہ فرشتوں اور قیامت کے دن کے متعلق قطعی دلائل۔ پھر قضا اور القدر کے عقیدہ سے متعلق فکر اور اس پر ایمان کے ایک مسلمان کے اعمال پر اثر، جیسا کہ اسباب کو اختیار کرنا، پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ پھر عقیدہ سے متعلق دوسرے افکار جیسا کہ اللہ پر توکل کرنا، اللہ ہی موت دیتا ہے اور رزق اللہ کی طرف سے ہے، پڑھائے جائیں گے۔

ب) قرآن مجید اور اس کے علوم:

- حفظ اور تلاوت: اسکول چھوٹی عمر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لازمی طور پر طلباء کو قرآن مجید زیادہ سے زیادہ حفظ کروائیں۔ حفظ کا عمل فترة التمهيد سے شروع ہوتا ہے اور جن طلباء کا حافظہ اچھا ہوگا انہیں اسکول سے ملحقہ حفظِ قرآن کے شعبے میں ڈالا جائے گا۔ اسکول کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ طلباء کی قرآت اور تجوید کی بہتری کی مشقوں کا اہتمام کرے۔

• تفسیر: قرآن کو سمجھنے کیلئے طلباء کی تعلیم تدریجاً ہوگی۔ پہلے مرحلے میں عمومی مفہوم اور مشکل لفظوں کی تشریح کی جائے گی اور ساتھ ہی وہ احکامات جو طلباء پر فرض ہیں مثلاً نماز اور وضو وغیرہ، کو ان آیات سے جوڑا جائے گا جو ان احکامات پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر تفسیر کے دوسرے مرحلے میں عقائد، عملی شرعی احکامات، شانِ نزول اور ناسخ ومنسوخ کے موضوع پڑھائے جائیں گی۔

ج) سنتِ رسول:

طالبعلم اسکول کے آغاز میں ہی سنتِ رسول کو سمجھ کر یاد کریں گے۔ شروع میں ان احادیث کا انتخاب کیا جائے گا جو طلباء کی ذہنیت کے قریب ہیں تا کہ وہ انہیں سمجھ کر یاد کرسکیں مثلاً رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ((**بنی الاسلام علی خمس ...**)) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں پر ہے...'' اور ((**المسلم اخو المسلم ...**)) ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے...'' ایسی احادیث چنی جائیں جو طالبعلم کی عمر سے مطابقت رکھنے والے احکامات سے تعلق رکھتی ہیں، اس طرح طالبعلم احادیث کو سمجھ کر یاد کریں گے اور ان کی مناسبت کو بھی سمجھیں گے۔ مثال کے طور پر جب وہ سات سال کا ہو جائے تو اسے یہ حدیث یاد کرائی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**مروا صبیانکم بالصلاۃ لسبع سنین ...**)) ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں...''۔ اور بالغ ہونے پر یہ حدیث یاد کرائی جائے: ((**رفع القلم ثلاثه ...عن الصبی حتی یبلغ**)) ''تین لوگوں پر سے قلم (یعنی احتساب) اٹھالیا جاتا ہے:... بچے سے جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہوجاتا'' اور ((**یا اسماء ان المراۃ اذا بلغت المحیض ...**)) ''اے اسماء! جب عورت اس عمر کو پہنچ جائے جب اسے حیض آنے لگے...''۔ اسکول کے اگلے مرحلوں میں طلباء کو احادیث کی تعلیم دیتے وقت احادیث کو موجودہ حالات وواقعات سے اوران سے اخذ ہونے والے شرعی احکامات کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

د) فقہ:

فقہ کی تعلیم قرآن اور سنت کے شرعی متن سے دی جاتی ہے۔ طالبعلم اپنی عمر کے مطابق

شرعی احکامات کا علم حاصل کرتا ہے چونکہ فقہ کی تعریف ہے: ''تفصیلی دلائل سے اخذ کیے گئے عملی شرعی احکامات کا علم''۔ بچے کو نماز، روزہ، والدین اور لوگوں سے تعلقات کے آداب کے متعلق احکامات شروع کرائے جاتے ہیں، اور ان احکامات کی تعلیم ابھی نہیں دی جاتی کہ جن کا تعلق بلوغت سے ہو، مثلاً جنابت کے احکامات، غسل کے احکامات، حیض ونفاس کے احکامات، جو بالغ ہونے کی عمر میں پڑھائے جائیں گے۔ اسی طرح زیادہ توجہ ان احکامات پر مرکوز کی جاتی ہے جو اخلاق سے متعلق ہیں مثلاً سچ بولنا، امانت داری، حق بات کہنے میں بہادری۔ پھر آگے چل کر طلباء فقہ کو ایک عمومی انداز میں پڑھیں گے جیسا کہ جہاد اور اس کے احکامات، حکمرانی اور اس کے احکامات، اور ساتھ میں وہ کچھ شرعی قوائد کا بھی مطالعہ کریں گے جیسا کہ: ((لا ضرر ولا ضرار)) ''مومن نہ تو ضرر اٹھاتا ہے اور نہ ہی ضرر پہنچاتا ہے'' اور ((تدرا الحدود بالشبھات)) ''اگر شک ہو تو حدود لاگو نہیں ہوسکتی'' اور ((ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب)) ''اگر کسی امر کے بغیر فرض پورا نہ ہوسکتا ہو، تو وہ بھی فرض ہوتا ہے''۔

ہ) سیرتِ رسول:

بچہ اسکول میں داخل ہونے کے ساتھ ہی سیرتِ رسول کی تعلیم شروع کر دے گا اور اسکی قابلیت کے ساتھ ساتھ اس تدریس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ پہلے مرحلے میں طالبعلم مختصراً رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے لے کر ان کی وفات تک کی سیرت کا مطالعہ کرے گا۔ پھر طلباء کی عمر کے مطابق اسی مختصر سیرت کو تفصیل کے ساتھ پڑھایا جائے گا یہاں تک کہ طالبعلم تیسرے مرحلے کے مکمل ہونے تک سیرتِ رسول ﷺ کو گہرائی کے ساتھ، اس کی فقہ اور اس سے اخذ ہونے والے احکامات سمیت پڑھ لے گا۔ دعوت کو پھیلانے، ریاست کو قائم کرنے اور اسلام کو پھیلانے کے متعلق سیرت سے نکلنے والے احکامات پر خاص توجہ دی جائے گی۔

ی) مسلمانوں کی تاریخ:

طالبعلم تاریخ کو بھی سیرت اور فقہ کی طرح اپنی عمر کے مطابق پڑھیں گے۔ صحابہ،

تابعین اوران کے بعد آنے والے علماءجیسی اسلامی شخصیات کے دلیرانہ موقف کو پڑھانے پر خاص توجہ وی جائے گی، مثلاً جو انداز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنایا اور نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے خلاف ان کا رویہ، عمر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنے کا انداز، عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت، علی رضی اللہ عنہ کی بہادری، بلال رضی اللہ عنہ کا صبر اور برداشت، عمر بن عبدالعزیزؒ کا انصاف، معتصم با اللہ کا پُر ہیبت انداز، صلاح الدین ایوبی کا جنگوں میں طرزِ عمل، فلسطین کی حفاظت کے متعلق سلطان عبدالحمید دوئم کا طرز عمل، قاضی شریح کا عدل وانصاف، امام شافی کا دین کا تفقہہ، امام احمد بن حنبل کی جرات، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اطاعت گزاری اوراسی طرح کے دیگر اعلیٰ انداز۔ یہ اس لئے کیا جائے گا تا کہ زندگی کے بارے میں اسلامی مفاہیم وتصورات پختہ ہوسکیں۔

دوسری اقوام کی تاریخ اسکول کے آخری مراحل میں اور یونیورسٹی کے چند شعبوں میں پڑھی جائے گی اور وہ بھی محض اس لئے کہ ان سے سبق سیکھا جاسکے۔ اوراس لئے بھی کہ دوسری اقوام کے ساتھ میل جول اوران تک اسلام کی دعوت کو پہنچانے کی خاطر ان اقوام اور لوگوں کی ذہنیت سمجھی جاسکے۔

سائنسی علوم اور ہنر:

ایسے علوم کا زندگی کے بارے میں کسی خاص نقطۂ نظر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ اسلامی عقیدہ سے اخذ ہوتے ہیں البتہ یہ اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر استوار ضرور ہوتے ہیں، جیسا کہ ایسا ہنر یا علم جس کی طلباء کو عملی زندگی میں ضرورت پڑے گی۔ پس ایسے علوم کی تعلیم سے ابتدا کی جاتی ہے کہ جن کی بدولت وہ اردگرد کے ماحول کے ساتھ interact کر سکے، جیسا کہ ریاضی اور مشینوں اور آلات کا علم مثلاً برقی اور الیکٹرانک آلات اور گھریلو استعمال کی چیزیں۔ اسی طرح ٹریفک، شاہراہوں اور سڑکوں کے ٹریفک کے اصول۔ ایسے مضامین میں طالبعلم کے ماحول کو مدِنظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کا ماحول صنعتی ہے یا زراعتی یا پھر تجارتی؛ اس کا علاقہ پہاڑی ہے یا میدانی یا ساحلی، گرم ہے یا ٹھنڈا۔ دس سال کی عمر سے پہلے ان مضامین کو پڑھانے کا مقصد

طالبعلم کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے تعلق پیدا کر سکے اور اشیاء سے اپنی عمر اور ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھا سکے۔ جبکہ دس سال کی عمر کے بعد طلباء بتدریج ریاضی اور اس کی مختلف شاخوں کی تعلیم شروع کرتے ہیں اور اس طرح فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور فائدہ مند کھیل مثلاً تیراکی، چھلانگ بازی اور تیراندازی سیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بالغ ہونے پر فوج کے زیر نگرانی جنگی ٹریننگ بھی ان ہنر میں شامل کر دی جاتی ہے۔

5) تدریسی اکائیاں

سکول کے ہر نصابی مضمون کو تدریسی اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اور ہر اکائی (اکائیوں میں پڑھے جانے والے) میں مضمون کو اس انداز میں تقسیم کیا جائے گا کہ مضمون کے وہ اجزاء زیادہ سے زیادہ 83 دن کے عرصے میں مکمل ہو جائیں یعنی ایک سہ ماہی میں۔ ہر تدریسی مضمون کے نگران ماہرین ہوں گے تا کہ وہ ہر سہ ماہی اور ہر مرحلہ میں پڑھائے جانے والے مضامین کی حد بندی اور وضاحت کر سکیں، اسی طرح وہ طالب علم کی قابلیت اور عمر کے لحاظ سے مضمون کو (اکائیوں میں) تقسیم کریں گے۔ مضمون کی اکائیاں درجہ بہ درجہ بڑھتی ہیں حتی کہ سارا مضمون سکول کے تین مرحلوں میں مکمل ہو جاتا ہے، چاہے یہ ترتیب آسان سے بہ نسبت مشکل درجات کی طرف ہو جیسا کہ حساب اور سائنسی علوم میں، یا جامع علم سے تفصیلات اور شاخوں میں جیسا کہ سیرتِ نبوی ﷺ اور تاریخ اسلامی۔ حساب جیسے سائنسی علم میں یہ درجات جمع تفریق جیسے عام حساب کتاب سے شروع ہوتے ہیں، پھر ترتیب سے ضرب اور تقسیم، پھر کسر اعشاریہ اور اسکے عملیات پھر الجبراء وغیرہ آتے ہیں۔ پھر بعد کے مرحلوں میں طالب علم Differential Equations اور Integral Calculus اور اعلیٰ ریاضیات کے اصول پڑھتا ہے حتی کہ ریاضی کا سارا منتخب نصاب سکول کے مرحلوں میں مکمل ہو جاتا ہے۔

اس لحاظ سے مضمون کو تدریسی اکائیوں میں تقسیم کرنے والے کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ

وہ مضمون کی طالب علم کی عمر کے ساتھ مطابقت کو یقینی بنائے ، اور مختلف مراحل میں پڑھائے جانے والے پورے مضمون کو زیادہ سے زیادہ 36 اکائیوں میں تقسیم کرے، اور ہر کتاب کے سرورق پر درج نمبر پڑھائے جانے والے مرحلے کا پتہ دے۔ مرحلے میں پڑھے جانے والے مضامین کی تقسیم 36 سے کم ہوسکتی ہے جیسا کہ طبیعات۔ مثال کے طور پر کیمیاء سائنسی تقسیم میں 12 اکائیوں پر مشتمل ہے، طالب علم پچیسویں سہ ماہی میں پہلی اکائی شروع کر سکتے ہیں اور وہ اسے اسکول کے تیسرے مرحلے کی سائنسی شاخ کی چھتیسویں سہ ماہی تک اسے مکمل کریں گے۔ جبکہ عام علوم کا مضمون 12 اکائیوں پر مشتمل ہے، تیرہویں سہ ماہی سے لے کر چوبیسویں سہ ماہی تک۔

کتاب پر اکائی نمبر اور سہ ماہی نمبر درج ہوگا، جس میں اسے پڑھا جاتا ہے؛ سو مثلاً پچیسویں سہ ماہی میں، طالب علم حساب کی اکائی 25/25، قواعد کی اکائی 13/25، عام علوم 12/25، علمِ انشاء کی اکائی 6/25 پڑھے گا، وغیرہ۔

6) ریاستی اسکول اور اسکول کا سہ ماہی نظام:

ریاست میں اسکولوں کی تقسیم، تدریس اور سرزنش کے بارے میں شرعی احکام کی پیروی کرتے ہوئے ، اوسط عمر کی بنیاد پر کی گئی ہے اور یہ تقسیم تعلیمی سہ ماہیوں کی بنیاد پر نہیں ہے۔ سکولوں کو عمر کی ترتیب سے تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

سکول	عمر کا حصہ	سکول کی سہ ماہیاں
الاولی (الابتدائیه)	چھ سال کی تکمیل سے لے کر دس سال مکمل ہونے تک	16-1
الثانية (المتوسطة)	دس سال کی تکمیل سے لے کر چودہ سال مکمل ہونے تک	32-13

الثالثہ(الثانویہ)	چودہ سال کی تکمیل سے لے کر سکول کے مراحل کے اختتام تک	36-25

اسکول صرف سہ ماہی کے لحاظ سے ہی محدود نہیں ہے بلکہ یہ گذشتہ اور آنے والے مرحلوں سے کئی طرح سے منسلک ہے تا کہ طالب علموں کی تین مراحل میں ان کی عمر کے لحاظ سے تقسیم کو یقینی بنایا جا سکے۔ اسکول کا پہلا مرحلہ خاص طور پر دس سال سے کم عمر کے اطفال کے لئے ہے، جس میں طالب علم دس سال کی عمر میں 12 اسکول سہ ماہیاں مکمل کرتا ہے (4 سال × 3 سہ ماہیاں فی سال = 12 سہ ماہیاں)۔ جبکہ ایک ذہین طالب علم اس مرحلہ تک 16 سہ ماہیاں مکمل کرلیتا ہے (4 سال × 4 سہ ماہیاں فی سال = 16 سہ ماہیاں)۔ چنانچہ، پہلے اور دوسرے مراحلے کی سکولوں میں 16-13 سہ ماہیوں کی تعلیم شامل ہونی چاہیے، جو کہ 12-9 سال کی عمر کے طالب علموں کے لئے درکار ہے۔ مثلاً 15 ویں سہ ماہی پہلے مرحلے میں اس ذہین طالب علم کو پڑھائی جانی چاہیے، جو کہ چھٹیاں نہ لے، اور اس وقت اس کی عمر (15/4 + 6 = 9 3/4) پونے دس سال ہوگی یعنی وہ ابھی سکول کے پہلے مرحلے میں ہی ہوگا۔ اور اسی طرح 15 ویں سہ ماہی دوسرے مرحلہ میں بھی اس طالب علم کو پڑھائی جانا ضروری ہے جو کہ چھٹیاں لے چکا ہے اور اس کی عمر اس وقت (15/3 + 6 = 11) یعنی گیارہ سال ہوگی اور وہ دوسرے مرحلے کے سکول میں ہوگا۔

اور یہی سب دوسرے اور تیسرے مرحلے میں مشترکہ سہ ماہیوں پر لاگو ہوتا ہے۔ 32-25 سہ ماہیوں کی ان کے درمیان تقسیم ہوگی جو کہ 17-13 سالہ طالب علموں کے لئے لازمی ہوتی ہے۔ مثلاً سہ ماہی نمبر 28 دوسرے مرحلے میں اس طالب علم کو پڑھائی جائے گی جس نے کسی سہ ماہی سے کوئی چھٹی نہیں لی، اور اس وقت اس کی عمر (6 + 28/4 = 13) یعنی تیرہ سال ہے، یعنی وہ دوسرے مرحلے کے سکول میں ہے۔ اسی طرح سہ ماہی نمبر 28 کو تیسرے مرحلے میں اس طالب علم کو بھی پڑھایا جائے گا جس نے تین سہ ماہیوں کے بعد چھٹیاں لی تھیں، اور اِس

وقت اس کی عمر(6 + 28/3 = 15 1/3) یعنی سوا پندرہ سال ہے، یعنی وہ تیسرے مرحلے کے سکول میں ہے۔

گذشتہ نقشے میں مذکور مراحل کی تمام سہ ماہیوں کی بابت ایسا ہی ہوگا۔

7) تدریسی مضامین اور مراحل:

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا، اسکول کی تعلیم 36 سہ ماہیوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ جنہیں طالب علم کی عمر کے حساب سے تین مراحل میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ ہر مرحلہ متعلقہ شرعی احکامات کے مطابق ہو۔ جہاں تک تدریسی مضامین کا تعلق ہے، تو ہر مرحلہ کے خاص مضامین ہیں جن میں فیل ہونے یا پاس ہونے (ایک سہ ماہی سے دوسری سہ ماہی میں منتقل ہونے) کے مخصوص اصول ہیں۔ ہر مرحلہ کے تدریسی مضامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: بنیادی مضامین اور ہنر (skills) اور سرگرمیوں کے مضامین۔

سکول کا پہلا مرحلہ:

سہ ماہیاں	بنیادی مضامین	ہنر اور سرگرمیاں
12-1	اسلامی ثقافت، عربی زبان، سائنس، ریاضی	کمپیوٹر، ذہنی ہنر، کھیل، ڈرائنگ، لائبریری

سکول کے پہلے مرحلے میں دو اساتذہ پہلی سہ ماہی سے طالب علموں کو پڑھانے کا آغاز کرتے ہیں: پہلا انہیں اسلامی تہذیب اور عربی زبان اور دوسرا انہیں حساب اور سائنسی علوم پڑھاتا ہے۔ ہنر اور سرگرمیاں دونوں اساتذہ میں تقسیم ہوں گی۔ اس مرحلے میں بہتر یہ ہے کہ استاد طالب علموں کے ساتھ کم سے کم تین سہ ماہی کے لئے رہے۔ ہنر کے مضمون میں استاد

طالب علم کو ایسی سرگرمیاں دیتا ہے جو اس کے فکر کرنے اور فکر کے عمل کے ساتھ ربط کی صلاحیت کو بڑھائیں مثلاً چیزوں کی جمع اور تفریق کرنا۔ سہ ماہی کے بنیادی مضامین کے ساتھ ان سرگرمیوں کو ہم آہنگ کرنے پر توجہ دینی چاہیے۔

سکول کا دوسرا مرحلہ:

سہ ماہیاں	بنیادی مضامین	ہنراور سرگرمیاں
24-13	اسلامی ثقافت جس میں اسلامی تاریخ بھی شامل ہو گی، عربی زبان، ریاضی، کمپیوٹر، عمومی سائنسی تعلیم	ڈرائنگ، زراعت، صنعت، مشقیں، لائبریری

اس مرحلہ کے ''عمومی سائنسی تعلیم'' کے مضمون میں کیمسٹری، بیالوجی، فزکس اور جغرافیہ شامل ہیں۔

سکول کا تیسرا مرحلہ:

25 سے لے کر 36 سہ ماہیاں اس مرحلہ میں مکمل کی جاتی ہے۔ 25 سے لے کر 30 سہ ماہی تک طالب علم ایک جیسے تدریسی مضامین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پھر 36-31 سہ ماہیوں کے لیے اپنے رغبت کے مطابق مختلف مضامین اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ مضامین مندرجہ ذیل ہیں۔

- ثقافت
- سائنس
- صنعت یا ٹیکنیکل (کمپیوٹر، مکینیکل، الیکٹریکل، کمیونیکیشن، لکڑی اور دھاتی اشیاء کی

تیاری وغیرہ)

- زراعت
- کامرس
- امورِ خانہ (خواتین کیلئے)

	سہ ماہیاں	بنیادی مضامین	ہنر (skills) اور سرگرمیاں
1	25-30 تمام طالبِ علم	اسلامی ثقافت، عربی زبان، ریاضی، کمپیوٹر، کیمسٹری، بائیالوجی، فزکس، جغرافیہ	لائبریری، عسکری ہنر، اس شعبے کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو اس علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتا ہو
2	31-36 ثقافت	اسلامی ثقافت، عربی زبان، کمپیوٹر، عام ریاضی، عمومی سائنس	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، جنگی ہنر سیکھنا، اس شعبہ کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو امور علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتے ہوں
3	31-36 سائنس	اسلامی ثقافت، عربی زبان، ریاضی، کمپیوٹر، کیمسٹری، بائیالوجی، فزکس، جغرافیہ	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، جنگی ہنر سیکھنا، اس شعبہ کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو امور علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتے ہوں، سائنسی تحقیق، شعبوں کی مناسبت سے لیبارٹری ورک

4	36-31 صنعت	اسلامی ثقافت، عربی زبان، صنعت سے متعلق عام ریاضی، کمپیوٹر، صنعت سے متعلق عمومی سائنس، ماہرینِ صنعت جس علم کا تعین کریں	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، جنگی ہنر سیکھنا، اس شعبہ کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو امور علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتے ہوں
5	36-31 زراعت	اسلامی ثقافت، عربی زبان، زراعت سے متعلق عام ریاضی، کمپیوٹر، زراعت سے متعلق عمومی سائنس، ماہرینِ زراعت جس علم کا تعین کریں	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، جنگی ہنر سیکھنا، اس شعبہ کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو امور علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتا ہو، نرسری میں عملی مشق....۔
6	36-31 تجارت	اسلامی ثقافت، عربی زبان، تجارت سے متعلق عام ریاضی، کمپیوٹر، تجارت سے متعلق عمومی سائنس، ماہرینِ تجارت جس علم کا تعین کریں	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، جنگی ہنر سیکھنا، اس شعبہ کے ماہرین جن امور کا تعین کریں، جو امور علاقے کے جغرافیہ سے مناسبت رکھتے ہوں
7	36-31 امورِ خانہ (لڑکیوں کے لیے)	اسلامی ثقافت (مخصوص)، عربی زبان، عام ریاضی، کمپیوٹر، عمومی سائنس، گھر کی دیکھ بھال، معاشرتی زندگی، ماہرینِ جس علم کا تعین کریں	اس کی اقسام میں غور وفکر، لائبریری، کپڑوں کی سلائی، بالوں کی دیکھ بھال، کوکنگ، گھر کو ترتیب دینا، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال، بچوں کی دیکھ بھال کی ماہرین جن امور کا تعین کریں

تیسرے مرحلۂ اسکول میں ثقافت کے اختیاری مضمون میں طالب علم تمام تر اسلامی ثقافت اورعربی زبان سے متعلق وسیع موضوعات کا انتخاب کرتا ہے۔ اور ماہرین فقہ، اصول، تفسیر، علوم الحدیث، تاریخ اور اسلامی ثقافت کی دیگر فروعات میں سے مواد کا تعین کرتے ہیں۔ اسی

طرح وہ عربی زبان کی فروعات کے متعلق خصوصی نصاب کا تعین کرتے ہیں جیسا کہ گرائمر، بلاغت، اورادبی متن وغیرہ۔

غیر سائنسی مضامین میں، طالب علم اپنے اختیار کردہ شعبہ جات پر خصوصی توجہ کے ساتھ مختصر انداز میں حساب اور سائنس بھی پڑھتا ہے۔ پس معاشیات کا طالب علم معاشیات سے متعلق حساب کے موضوعات کی تدریس کرتا ہے جیسا کہ حساب کتاب، زکوٰۃ اور میراث کا حساب، نفع و نقصان کا حساب، دفتری دیوان کا حساب، کرنسی اور اموال کا حساب، اسی طرح وہ الاعداد کے علم سے بھی موضوعات کا انتخاب کرتا ہے۔ جبکہ صنعت اختیار کرنے والے طالب علم کو ریاضی میں سے صنعت سے متعلق موضوعات پڑھائے جائیں گے مثلاً صنعتی ڈرائنگ، اشکال، رقبے اور حجم کی پیائش وغیرہ۔

غیر سائنسی مضمون اختیار کرنے والے طالب علم کو عمومی سائنس کی تعلیم میں ایسے موضوعات پڑھائے جائیں گے جن کا تعلق انسانی جسم، انسانی بیماریوں اور عوامی تحفظ سے ہے، نیز ایسے سائنسی علوم جو انسان اور ماحول کے ساتھ اس کے تعلق سے مخصوص ہیں۔ زراعت میں ان موضوعات کے علاوہ زرعی اور غذائی موضوعات شامل ہوں گے، جیسا کہ زرعی نباتات کو اگانے کے اسالیب، انکی بیماریاں اور علاج، مٹی کی اقسام، کھادیں، کیڑے مار ادویات وغیرہ۔ صنعتی شعبے کے طالب علم کو ایسے سائنسی مضامین پڑھائے جائیں گے جو اشیاء اور انکی طبعی خصوصیات (مثلاً کثافت، مرکبات وغیرہ)، حرکت کے قوانین، میکانیکی آلات اور عوامی تحفظ سے متعلق ہیں۔

اسکول کے ہر مرحلے میں طالب علم کے لیے مضامین کا تعین اور تیسرے مرحلے کی ہر شاخ کے لیے موضوعات کا چناؤ ماہرین کرتے ہیں۔

8) ریاستی اسکولوں میں کامیابی اور ناکامی:

سکول کے پہلے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی:

پاس، کامیاب اور اگلی سہ ماہی میں ترقی کے اصول ہر مرحلہ کے لئے مختلف ہیں۔ پہلے مرحلہ میں جبکہ بنیادی مضامین کو بچے کے ذہن میں منتقل کرنا ہوتا ہے وہ اس وقت تک اگلی سہ ماہی میں ترقی نہیں کرسکتا یہاں تک کہ وہ اس مرحلے کی تمام بنیادی مضامین پاس کرے۔ اگر طالب علم کسی ایک بنیادی مضمون میں ناکام ہوجاتا ہے تو اسے سہ ماہی کے تمام مضامین دوبارہ پڑھنا ہوں گے، مثلاً وہ بچہ جو پڑھ نہیں سکتا یا اس سہ ماہی کے اسلامی ثقافت کے مضمون میں ناکام ہوجاتا ہے یا ریاضی کے سوالات میں ناکام ہوجاتا ہے، تو وہ اگلی سہ ماہی میں نہیں جاسکتا۔

جب کوئی طالب علم پہلے مرحلے کی کسی سہ ماہی میں ناکام ہوجاتا ہے اسے یہی اس کے بعد آنے والی سہ ماہی میں کرنا پڑے گا نہ ہی وہ چھٹی لے سکتا ہے ماسوائے ناکام ہونے کے بعد تین سہ ماہیاں مکمل کرلینے کے بعد۔ اگر طالب علم کی عمر دس سال ہوجاتی ہے اور وہ دوسرے مرحلے تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوتا، تو اس صورتحال میں ماہرین اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ اسے دوسرے مرحلے میں ترقی دی جائے یا کمزور ذہن کے مخصوص اسکول میں منتقل کردیا جائے۔

سکول کے دوسرے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی:

اگر طالب علم اس مرحلہ کے کسی بنیادی مضمون میں ناکام ہوجاتا ہے تو اسے اگلی سہ ماہی میں ترقی دے دی جاتی ہے مگر فیل ہونے والے اضافی مضمون کے ساتھ۔ اس مضمون کا امتحان وہ اگلی سہ ماہی کے مضامین کے ساتھ دیتا ہے اور اسے مضمون کو سمجھنے کے لئے وافر وقت دیا جاتا ہے۔ اسکول مناسب سہ ماہی کا انتظام کرتا ہے جو کہ طالب علم کی اس مضمون میں کمزوری دور کرنے میں مدد کرتی ہے۔ طالب علم ایک سہ ماہی میں ناکام قرار دیا جاتا ہے اگر وہ اس سہ ماہی کے دو بنیادی مضامین میں ناکام ہوجائے یا گذشتہ سہ ماہیوں میں رہ جانے والے دو بنیادی مضامین جمع ہوجائیں، یعنی طالب علم کو اگلے مرحلے میں ترقی نہیں دی جاتی اگر اس کے دو بنیادی مضامین کمزور ہوں۔ طالب علم اس سہ ماہی کو دوہرانے اور اضافی مضامین کو پاس کرنے اور سابقہ سہ ماہیوں کے کمزور مضامین کو کامیابی سے پاس کرکے آگے بڑھ سکتا ہے۔

اگر طالب علم مرحلہ کی کسی سہ ماہی میں ناکام رہتا ہے۔ تو اسے اگلی سہ ماہی میں اسے دوبارہ دہرانا پڑے گا اور وہ چھٹی نہیں لے سکتا یہاں تک کہ وہ تین پے درپے سہ ماہیوں میں کامیابی حاصل کرے ؛ اور اسی طرح یہاں تک کہ وہ دوسرا مرحلہ اسکول مکمل کرے۔ اگر طالب علم 15 سال کی عمر تک دوسرا مرحلہ اسکول کامیاب نہ کر سکے، تو ماہرین اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ اسے تیسرے مرحلہ اسکول میں ترقی دے دی جائے یا ووکیشنل اداروں میں داخل کر دیا جائے۔

سکول کے تیسرے مرحلے میں کامیابی اور ناکامی:

اگر طالب علم کسی ایک بنیادی مضمون میں ناکام ہو جائے ، تو وہ اگلی سہ ماہی میں اس اضافی مضمون کے ساتھ ترقی کر جائے گا اور اس کا امتحان اس سہ ماہی کے مضامین کے ساتھ دے گا۔

طالب علم اس سہ ماہی میں ناکام ہو جاتا ہے اگر وہ اس سہ ماہی کے دو مضامین میں ناکام ہو جائے یا گذشتہ سہ ماہیوں کے بنیادی مضامین میں فیل ہونے سے دو مضامین جمع ہو جائیں ، یعنی اسے اگلی سہ ماہی میں ترقی نہیں دی جاتی اگر اس کے دو بنیادی مضامین کمزور ہوں۔ طالب علم اس سہ ماہی کو دوہراتا ہے اور تمام اضافی مضامین اور پہلے سے کمزور مضامین میں کامیابی حاصل کر کے آگے بڑھ سکتا ہے۔

اگر طالب علم تیسرے مرحلے کی کسی سہ ماہی میں ناکام ہو جاتا ہے، تو اسے اس سہ ماہی کو دوبارہ دہرانا پڑے گا اور وہ کوئی چھٹی نہیں لے سکتا یہاں تک کہ وہ تین سہ ماہیوں میں یکے بعد دیگرے کامیابی حاصل کرے، اور اسی طرح یہاں تک کہ وہ تیسرا مرحلہ مکمل کرے۔ اگر طالب علم 20 سال کی عمر تک تیسرے مرحلہ میں کامیاب نہیں ہوتا ، یعنی 36 ویں سہ ماہی مکمل نہیں کرتا، تو وہ اسکول میں مزید نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ چاہے تو ہو عام امتحانات میں حصہ لے سکتا ہے یا ایسے اداروں میں داخلہ لے سکتا ہے جو عام امتحان میں کامیابی کی شرط نہیں رکھتے۔

9) اسکول کے مراحل کے عام امتحانات:

اسکول کے مراحل کے اختتام پر اور 36 سہ ماہیوں کے اختتام پر طالب علم ایک عام امتحان دیتا ہے یعنی ''مراحل اسکول کا عام امتحان''۔ تاہم طالب علم عام امتحان کے بغیر بھی ان صنعتی اور دیگر اداروں میں داخلہ لے سکتا ہے جو عام امتحان میں بیٹھنے کی شرط نہیں رکھتے۔

i) عام امتحان ہر سال میں دو مرتبہ ہوتا ہے، پہلی مرتبہ جمادی الاول اور دوسری مرتبہ شوال کے مہینے میں۔ جبکہ ماہرین امتحان کے ٹائم ٹیبل کا تعین کریں گے۔ طالب علم اپنے اندراج کے مطابق جمادی الاول یا شوال کے مہینے میں امتحان دینے کا فیصلہ کریں گے۔

ii) اسکول کے تیسرے مرحلے کے ہر شعبے کے لئے الگ امتحان ہو گا۔ پس ثقافتی، سائنسی اور صنعتی اور دیگر شعبوں کے الگ الگ امتحانات ہوں گے۔ ہر شعبے کا الگ اوقات کار ہوگا۔

iii) امتحان تینوں مراحل میں پڑھے جانے والے نصاب سے ہوگا، لیکن آخری چھ سہ ماہیوں 31-36 کو خصوصی اہمیت دی جائے گی۔

10) کلاس کا دورانیہ اور تدریسی مضامین:

سکول میں گزارے جانے والا دن مختلف دورانیوں پر مشتمل ہوگا، ہر دورانیہ 40 منٹ کا ہوگا اور ان کے بعد پانچ منٹ کا وقفہ ہوگا۔ دورانیہ جماعت کے اوقات کار درج ذیل ہیں:

1) پہلے اور دوسرے دورانیہ میں پانچ منٹ کا وقفہ
2) دس منٹ کا وقفہ
3) تیسرے اور چوتھے دورانیے میں پانچ منٹ کا وقفہ

4) تیس منٹ کا وقفہ

5) پانچواں اور چھٹا دورانیہ

ماہرین ہر تدریسی مضمون کے ہفتہ وار موضوعات میں تقسیم کی نگرانی کریں گے تا کہ ہر مضمون کو مناسب وقت مل سکے۔

11) سکول کا کیلنڈر:

خلافت میں کام اور تاریخ کا شمار ہجری کیلنڈر سے کیا جائے گا۔ قمری سال 354 دن پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس میں سے تین دن عید الفطر مبارک اور سات دن عید الاضحیٰ کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ پھر 344 دن چار سہ ماہیوں میں مندرجہ ذیل انداز سے تقسیم ہوتے ہیں:

سہ ماہیاں	سہ ماہی کی ابتدا کی تاریخ	سہ ماہی کے اختتام کی تاریخ
پہلی سہ ماہی	یکم محرم	25 ربیع الاول
چھٹیاں	25, 26, 27 ربیع الاول	
دوسری سہ ماہی	28 ربیع الاول	22 جمادی الثانی
چھٹیاں	22, 23, 24 جمادی الثانی	
تیسری سہ ماہی	25 جمادی الثانی	20 رمضان
چھٹیاں	20, 21, 22 رمضان	
چوتھی سہ ماہی	23 رمضان	27 ذی الحجہ
چھٹیاں	اس میں عید الفطر کی 1 تا 3 شوال اور عید الاضحیٰ کی 8 تا 15 ذوالحجہ کی چھٹیاں شامل ہیں	

پہلی سہ ماہی سکول محرم الحرام کے پہلے دن سے شروع ہو جائیگی اوراس میں جمعہ سمیت 83دن ہوں گے اوراس میں امتحان کا دورانیہ شامل ہوگا، جوسہ ماہی کے اختتام پر ہوں گے۔ ایک سہ ماہی کی تین دن کی چھٹیوں کے بعدنئی سہ ماہی شروع ہوگی۔ چوتھی سہ ماہی ماہِ رمضان، عیدالفطر اورعیدالاضحیٰ پر مشتمل ہونے کے باعث منفرد ہے، جوکہ مبارک ایام ہیں۔ کچھ طالب علم یا اساتذہ اس پوری سہ ماہی کی چھٹی لے کرحج ،عمرہ یا کسی سفر پر جاسکتے ہیں یا کچھ عیدالاضحیٰ کی سات چھٹیوں کے دوران حج کر سکتے ہیں۔

ووکیشنل ادارے

ان اداروں کا مقصد ہنر مند تیار کرنا ہے، جس کے لئے زیادہ گہرا سائنسی مطالعہ درکار نہ ہو جیسا کہ بڑھئی، لوہار، درزی، خانسامہ وغیرہ۔ وہ طالب علم جو کسی بھی وجہ سے اپنی اسکول کی تعلیم جاری نہ رکھنے کا خواہشمند ہو، وہ 24 ویں سہ ماہی کے بعد اسکول چھوڑ کر ان میں سے کسی ادارے میں داخل ہو سکتا ہے۔

ماہرین ان مضامین کیلئے پڑھائی کے عرصہ کا تعین کرتے ہیں جو کہ اس چیز پر منحصر ہے کہ طالبعلم کس مضمون کا مطالعہ کرتا ہے اور اس ہنر میں مہارت حاصل کرنے کیلئے کتنا وقت درکار ہوتا ہے۔ آخر میں طالبعلم کو بڑھئی، لوہار یا درزی کا ووکیشنل سٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم

اعلیٰ تعلیم وہ تمام منظّم علمی تعلیم ہے جو اسکول کی تعلیم کے بعد دی جائے گی۔

ا) اعلیٰ تعلیم کے اہداف

1) اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلم کی اسلامی شخصیت کو مزید توجہ اور گہرائی دینا، جس کی بنیاد اسکول کی تعلیم سے مکمل ہو چکی ہونی چاہیے، اور اب اس کی شخصیت کو اس قابل بنانا کہ وہ ایک رہنماء بن سکے جو امت کے حساس مسائل کا تحفظ کر سکے اور ان کا حل دے سکے، یعنی ایسے مسائل جنہیں اختیار کرنے کو اسلام زندگی اور موت کا مسئلہ قرار دیتا ہے۔ زندگی میں اسلام کے نظامِ حکمرانی کی عدم موجودگی میں مسلمانوں کیلئے اہم ترین کام یہ ہے کہ وہ خلافت کو قائم کریں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکمرانی کریں۔ اور اگر خلافت موجود ہو تو سب سے اہم کام ریاستِ خلافت کی حفاظت کرنا، اسلام کو زندہ و متحرک رکھنا اور اُمت میں نافذ رکھنا، اسلام کی دعوت کو دنیا تک لے کر جانا، اور امت اور اس کی ریاست کی وحدت کو درپیش کسی خطرے سے نبٹنا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے آنے والے طلباء کو تسلسل کے ساتھ اسلامی ثقافت کی تعلیم دینا ضروری ہے، قطع نظر یہ کہ ان کے اختیاری مضامین (optional subjects) کیا ہیں، تا کہ اِن اہم ترین کاموں کی اہمیت کو امت کے ذہن اور جذبات میں زندہ رکھا جا سکے اور اس پر امت کی توجہ مرتکز رکھی جا سکے۔ یہ اس کے علاوہ ہے کہ اسلامی ثقافت اور اس کی تمام شاخوں جیسا کہ فقہ، تفسیر، اصول وغیرہ میں گہرائی اور مہارت حاصل کی جائے، تا کہ کثیر تعداد میں علماء، مجتہدین، رہنماء، مفکرین اور

فقہاء پیدا ہوں، یہاں تک کہ امت بغیر کسی استثناء کے اسلام میں پھلے پھولے، اسے نافذ کرے، اس کی حفاظت کرے اور جہاد کے ذریعے اسے تمام دنیا تک لے کر جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صنفان من االناس اذا صلحا صلح الناس و اذا فسدا فسد الناس: العلماء و الامراء))

''دو قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جو اگر صالح ہونگے تو لوگ بھی صالح ہونگے اور اگر وہ برے ہونگے تو لوگ بھی بری ہونگے، اور وہ علماء اور حکمران ہیں'' (ابونعیم نے الحلیہ میں روایت کیا)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تسالونی عن الشر و اسالونی عن الخیر یقولها ثلاثا ثم قال الا ان شر الشر شرار العلماء و ان خیر الخیر خیار العلماء))

''مجھ سے یہ مت دریافت کرو کہ برائی کیا ہے بلکہ یہ پوچھو کہ اچھائی کیا ہے۔ اور آپ نے یہ تین مرتبہ دہرایا۔ پھر کہا کہ سب سے بڑا شر برے علماء ہیں اور سب سے بڑی بھلائی اچھے علماء ہیں'' (دارمی نے اپنی کتاب المقدمہ میں روایت کیا)۔

پس بہترین علماء کو تیار کرنے میں بہت زیادہ توجہ و اہتمام کی ضرورت ہے۔

2) ایسے لوگوں کی کھیپ تیار کرنا جو امت کے اہم ترین مفادات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور اس کیلئے قریب المدت اور طویل المدت حساس منصوبے (سٹریٹجی) بنا سکیں۔ اہم ترین مفادات وہ ہیں جنہیں خطرہ لاحق ہونے سے امت کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، مثلاً فوج، جو امت کا تحفظ کرتی ہے، اس کے مفادات کی حفاظت کرتی ہے، اور کفار کے ساتھ قتال کرتی ہے تاکہ اسلام کے پیغام کو ان تک لے جایا جا سکے۔ امت کے اہم ترین مفادات میں یہ بھی شامل ہے کہ بنیادی ضروریات کو مہیا کیا جائے، جیسا کہ پانی، خوراک، رہنے کی جگہ، تحفظ اور صحت۔ اعلیٰ

تعلیم کے ذریعے ایسے محققین پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو علمی اور عملی دونوں میدانوں میں اس قابل ہوں کہ وہ زراعت، پانی، امن وتحفظ اور دیگر اہم مفادات کیلئے ایسے جدید اسالیب ایجاد کر سکیں جن سے امت اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں خود کفیل ہو سکے اور اپنے معاملات کو اپنی بصارت کے مطابق چلا سکے۔ اور یہ اس بات کو ممکن بناتا ہے کہ امت کے کسی بھی مفاد پر کافر ریاستوں کے اثر ورسوخ اور کنٹرول کی روک تھام ہو۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مومنین پر ہرگز کوئی راستہ (اختیار یا غلبہ) نہیں دیا'' (النساء:141)

اعلیٰ تعلیم کے ذریعے بالخصوص ایسے سیاسی اور سائنسی ماہرین کی کثرت سے تیاری مطلوب ہے جو امت کے اہم اور حساس مفادات کے تحفظ کیلئے تحقیقی مقالے اور تجاویز دینے کے قابل ہوں، اور جو ایسے دوررس طویل المدتی منصوبے تیار کرسکیں جن کی تیاری ریاستِ K000 کی طرف سے امت کے مفادات کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔

3) ضروری ماہرین کی کھیپ کی تیاری جو امت کے امور کی دیکھ بھال کے لیے درکار ہیں، مثلاً قاضی، فقہا، ڈاکٹر، نرسز، انجینئر، اساتذہ، مترجمین، منتظمین، اکاؤنٹنٹ وغیرہ۔ جس طرح ریاست پر فرض ہے کہ وہ اسلامی قوانین کو معاملات اور عقوبات (یعنی حدود اور سزاؤں) میں نافذ کرے، اسی طرح اس پر فرض ہے کہ وہ ان سہولتوں کی امین ہو جو امت کو روزمرہ کی زندگی میں درکار ہیں جیسا کہ سڑکیں، ہسپتال، اسکول وغیرہ۔ ان مضامین میں مہارت حاصل کرنا امت پر فرضِ کفایہ ہے اور ریاست پر فرض ہے کہ وہ شرعی حکم کے مطابق ایسے ماہرین کی تیاری کا اہتمام کرے۔

ب) اعلیٰ تعلیم کی اقسام:

اعلیٰ تعلیم کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

اول: تدریس کے ذریعے علم سیکھنا (جس میں تدریس ریسرچ سے زیادہ ہوتی ہے)۔

یہ ایک منظّم طرزِ تعلیم ہے جسے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کورسز، درس (lectures) اور تعلیمی بحث کے ذریعے دیا جائے گا۔

طالبعلم پہلی ڈگری حاصل کرے گا جسے آج کل ڈپلومہ کہا جاتا ہے خواہ یہ تعلیم فنی یا کسی ہنر کے متعلق ہو، یا دوسری تعلیمی ڈگری (اجازۃ) حاصل کرتا ہے جسے آج کل 'Liscence' یا 'baccalaureate' کہا جاتا ہے، اگر یہ تعلیم کسی خاص مضمون میں یونیورسٹی کے کسی شعبے سے حاصل کی گئی ہو۔

دوم: تحقیق کے ذریعے تعلیم (study by research):

یہ طرز تعلیم تدریسی طریقہ تعلم کے بعد آتا ہے۔ اس طرزِ تعلیم میں تحقیق تدریس سے زیادہ ہوتی ہے۔ طالبعلم سائنسی تحقیق کے ذریعے ایجادات کرنا سیکھتا ہے، اور ثقافت یا سائنس میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ وہ باریک بینی اور مہارت کے ساتھ تحقیق کرتا ہے تاکہ وہ کوئی نیا اور مختلف تصور لے کر آئے یا کوئی نئی چیز ایجاد کرے۔ طالبعلم ثقافت یا سائنسی تحقیق کے شعبے میں اپنی پہلی ڈگری (*'alimiyya*) حاصل کرتا ہے جسے آجکل 'Masters Degree' کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ ثقافت یا سائنسی تحقیق کے کسی شعبے میں دوسری ڈگری حاصل کرتا ہے جسے آجکل 'Doctrate' کہا جاتا ہے۔

ج) اعلیٰ تعلیم کے ادارے:

ریاست اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل ادارے قائم کرے گی:

i) ٹیکنیکل ادارے

ii) شہری خدمات کے ادارے (Civil Services Institutes)

iii) یونیورسٹیاں
iv) بحث و تحقیق کے ادارے
v) عسکری ریسرچ کے مراکز اور ادارے

i) ٹیکنیکل ادارے:

ان اداروں کا کردار یہ ہے کہ وہ ٹیکنیکل ماہرین کی کھیپ تیار کریں جو جدید فنی علوم میں مہارت رکھتے ہوں جیسا کہ الیکٹرانک آلات کی مرمت کرنا مثلاً مواصلاتی آلات، کمپوٹر، اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے پیشہ وارانہ علوم جن کیلئے عام تعلیم سے بڑھ کر علم اور سائنس کی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو طالبعلم ایسے اداروں میں داخلہ لینے کا خواہشمند ہو اسکا اسکول کا تیسرا مرحلہ یعنی 36 منزلیں مکمل ہونی چاہئیں، قطع نظر کہ اس نے ان اسکول کے مراحل کیلئے امتحان پاس کئے ہیں یا نہیں۔ ان اداروں میں ماہرین ہر شعبے کیلئے تعلیمی منزلوں اور ضروری عرصہ تعلیم کا تعین کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس چیز کا بھی تعین کرتے ہیں کہ مثلاً اگر طالبعلم نے اسکول کے تیسرے مرحلے میں اختیاری مضامین میں صنعتی مضامین اختیار کئے تھے تو اسے کن مضامین میں چھوٹ ملنی چاہئے۔ تعلیمی عرصے کے آخر میں طالبعلم کو اپنے منتخب مضمون میں پہلی ڈگری ملتی ہے۔

ان اداروں میں زراعتی ادارے شامل ہیں جو ریاست کے محکمۂ صنعت اور محکمۂ تعلیم کے تحت آتے ہیں جو ایسے زراعتی مضامین میں مہارت دیتے ہیں جن کے لیے یونیورسٹی کی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ادارے ایسے افراد کی کھیپ تیار کرتے ہیں جو عملی طور پر زراعت میں حصہ لینے کے قابل ہونگے مثلاً آبپاشی کا فن، درختوں اور فصلوں کی کھیتی باڑی، کھاد کا استعمال، گوڈی اور سپرے وغیرہ سے ان کی دیکھ بھال۔ اسی طرح مویشی اور پرندے پالنا، ایگرو پراسیسنگ، میٹ پراسیسنگ وغیرہ۔ ماہرین اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ اگر طالبعلم نے اسکول کے تیسرے مرحلے میں اختیاری مضامین میں زراعتی مضامین اختیار کئے تھے تو اسے کن مضامین میں چھوٹ ملنی چاہئے۔

ii) شہری خدمات کے ادارے (Civil Services Institutes)

یہ ادارے ایسے افراد کی کھیپ تیار کرنے کیلئے کام کرتے ہیں جو ایسے کام کرسکیں جن کو سیکھنے کیلئے طالبعلم کو یونیورسٹی جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے اداروں میں داخلہ لینے والوں کیلئے ضروری ہے کہ انہوں نے کم از کم اسکول کی تینوں مراحل کے امتحان پاس کئے ہوں۔ ماہرین اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ ان میں سے کس ادارے میں داخلے کیلئے طالبعلم میں کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ وہ اس بات کا تعین کریں گے کہ طالبعلم کو تیار کرنے کیلئے ہر ادارے میں کتنا تعلیمی عرصہ اور کن مضامین کی ضرورت ہوگی۔ تعلیم مکمل کرنے پر طالبعلم کو اسکے منتخب مضمو ن میں پہلی تعلیمی سند دی جاتی ہے۔

ان میں سے کچھ ادارے نرسیں، اور ایسے طبی عملے کو تعلیم دیں گے جو لیباٹریوں اور دندان سازی میں مددگار رہوں۔ ایسے ادارے بھی ہوں گے جو عام مالی اور انتظامی امور کی تربیت دیں جو کسی چھوٹے کاروبار کو چلانے کیلئے موزوں ہو اور جس کیلئے یونیورسٹی جانے کی ضرورت نہ ہو، مثلاً حساب کتاب کرنا، میزانیہ بنانا اور زکوۃ کا حساب رکھنا۔

ان میں سے کچھ ادارے ایسے اساتذہ کو تربیت دیں گے جو اسکول کے مختلف مرحلوں میں تعلیم دے سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کی بھی تربیت کریں گے جو یونیورسٹیوں کے علاوہ تعلیمی شعبے سے منسلک رہنا چاہتے ہیں۔ ریاست کی مختلف ولایات میں یہ ادارے پھیلے ہوئے ہوں گے جو ان ولایات کی ضروریات کے مطابق مختلف الانواع کی تعلیم دیں گے، مثال کے طور پر ساحلی ولایات میں آبی فنون کی تعلیم مثلاً ماہی گیری، کشتیوں کی مرمت اور بندرگاہیں چلانا۔ اس کے برعکس جو ولایات زراعت کیلئے جانی جاتی ہونگی ان میں زراعتی ادارے قائم کئے جائیں گے۔

iii) یونیورسٹیاں

جو طالبعلم اسکولوں کے مراحل کا عوامی امتحان پاس کرلیں گے انہیں یونیورسٹیوں میں داخلہ لینے کا اختیار ہوگا۔ یونیورسٹیاں ہرسال کامیاب طلباء کو داخلہ دیں گی۔ کسی مخصوص مضمون میں داخلہ مندرجہ ذیل پر منحصر ہے:

1) طالب علم نے ''سکول کے مراحل کے عام امتحانات'' میں اوسط گریڈ حاصل کیا ہو

2) طالب علم نے سکول کے تیسرے مرحلے میں کس اختیاری مضامین میں تخصص (distinction) حاصل کیا ہے، خواہ یہ مضامین سائنسی ہوں یا بزنس سے متعلق ہوں۔

3) وہ مضمون جس میں طالب علم یونیورسٹی میں سپیشلا ئزیشن کرنا چاہتا ہے، ''سکول کے مراحل کے عام امتحانات'' میں اس نے ان مضامین میں کیا گریڈ حاصل کیا ہے۔ مثلاً جو طالب علم فقہ اور شرعی علوم کے شعبے میں جانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس نے اسلامی ثقافت اور عربی زبان میں اعلیٰ گریڈ حاصل کیا ہو۔ اور وہ طالب علم جو انجنئیر نگ کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے اس نے ریاضی اور فزکس میں نمایاں نمبر حاصل کیے ہوں۔ وہ طالب علم جو میڈیکل کے شعبے میں جانا چاہتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ اس نے بیالوجی اور کیمسٹری میں اعلیٰ نمبر حاصل کیے ہوں، وغیرہ۔ یونیورسٹی کی ہر سپیشلا ئزیشن کے لیے نصاب کا تعین ماہرین کریں گے۔

یونیورسٹی میں کئی کالج ہوں گے، مثلا:

- اسلامی ثقافت اور علوم کا کالج: جیسا کہ تفسیر، فقہ، اجتہاد، عدلیہ، علوم شریعہ۔
- عربی زبان اور علوم کا کالج
- انجنئیر نگ کالج: مثلاً سِول، مکینیکل، الیکٹریکل، الیکٹرانیکل، ٹیلی کمیونیکیشن، ایروسپیس، کمپیوٹر انجنئیر نگ وغیرہ
- کمپیوٹر سائنسز کا کالج: جیسا کہ پروگرامنگ، ڈیٹا پراسیسنگ، سافٹ ویئر انجنئیر نگ وغیرہ

- میڈیکل سائنسز کا کالج: جیسا کہ امراض و تشخیص، دانتوں کی طب، ادویات کا استعمال وغیرہ
- زرعی سائنس کا کالج: جیسا کہ فصلوں سے متعلق سائنس، حیوانیات، مویشی بانی اور لائف سٹاک، غذاؤں کو محفوظ کرنا، زرعی اور حیوانیاتی بیماریاں۔
- مالیاتی اور انتظامی علوم کا کالج: جیسا کہ حساب کتاب، اقتصادی علوم، تجارت

اسی طرح دیگر کالج بنائے جائیں گے یا ضرورت کے مطابق انہیں یونیورسٹی سے منسلک کیا جائے گا۔

(iv) بحث و تحقیق کے مراکز:

ان مراکز کا ہدف ثقافتی اور سائنسی شعبوں میں سپیشلائزڈ اور گہری ریسرچ کرنا ہے، تاکہ گہرے افکار تک پہنچنے میں کاوش ہو۔ نیز طویل مدتی منصوبے (سٹریٹجی) بنانے، سفارتی طریقوں اور مذاکرات کے ذریعے دعوت کو پھیلانے کے مختلف اسالیب، یا فقہ، اجتہاد اور زبان دانی کے علوم میں گہری فکر تک پہنچا جا سکے۔ سائنسی شعبوں کے عملی میدان میں نئے وسائل اور اسالیب ایجاد کرنے کے لیے کام ہو جیسا کہ صنعت کاری، زرات (particles) کی سائنس اور اسی طرح کے دیگر شعبے جن میں گہری اور سپیشلائزڈ بحث درکار رہے۔

ان مراکز میں کچھ یونیورسٹیوں کے تحت ہوں گے اور کچھ مستقل طور پر نظامِ تعلیم کی براہِ راست نگرانی کے تحت ہوں گے۔ ان مراکز میں سائنسدان، ماہرین، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور بعض نمایاں طالب علم کام کریں گے، کہ جن کے متعلق یہ بات عیاں تھی کہ وہ تحقیق، ایجادات اور ڈویلپمنٹ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(v) عسکری ریسرچ کے مراکز اور ادارے:

ان کا ہدف عسکری لیڈرشپ تیار کرنا ہے۔ اور عسکری ذرائع اور اسالیب میں بہتری

اور جدت لے کر آنا ہے، تا کہ اللہ اور مسلمانوں کے دشمنوں پر ہیبت بٹھائی جائے۔ یہ ادارے اور مراکز امیر جہاد کے تحت ہوں گے۔

د) اعلیٰ تعلیمی سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں:

Vocational institutes سے کامیاب سند یافتہ طالبعلم (successful higher graduate) کو انجنیئرنگ یا نرسنگ وغیرہ میں پہلا تعلیمی ڈپلومہ(First academic diploma) ملے گا۔

یونیورسٹی میں تعلیم کے ذریعے علم حاصل کرنے والے کامیاب سند یافتہ طالبعلم کو دوسرا تعلیمی ڈپلومہ ملے گا جو آجکل کی baccallaureate ڈگری یا لائسنس کے برابر ہے۔

تحقیق کے ذریعے علم حاصل کرنے کے پہلے مرحلے کے کامیاب سند یافتہ طالبعلم کو پہلا تعلیمی ڈپلومہ ملے گا جو آجکل کی Masters ڈگری کے برابر ہے۔

تحقیق کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے کے دوسرے مرحلے کے کامیاب سند یافتہ طالبعلم کو دوسرا تعلیمی ڈپلومہ ملے گا جو آجکل کی Doctrate ڈگری کے برابر ہے۔

ضمیمہ

مندرجہ ذیل چارٹ اسکول کے مراحل میں طلباء کی تقسیم کو واضح کرتا ہے۔ چارٹ دو حدیں دکھاتا ہے جن کے درمیان اکثر طلباء واقع ہونگے۔ پہلے وہ طلباء جو تعلیم کے دوران بغیر چھٹیاں کیئے 36 منزلیں مکمل کریں گے (جو چارٹ میں کالے چوکور سے واضح کیئے گئے ہیں) جو کہ 9 سال کا عرصہ بنے گا اور یہ اسکول کے تینوں مراحل مکمل کرنے کا کم ازکم عرصہ ہے۔ دوسرے وہ طلباء جو سالانہ ایک تعلیمی منزل کی چھٹیاں لیتے ہیں اور انہوں نے تمام تعلیمی منزلیں پاس کی ہیں، جو کہ 12 ہجری سالوں کا عرصہ بنے گا۔ زیادہ تر طلباء ان دو حدود میں شامل ہونگے ، جو قطری مربعوں(diagonal squares) سے واضح کیئے گئے ہیں۔

اور ایسے طلباء جو کسی بھی وجہ سے 12 سال کے عرصے میں اسکول کے مراحل مکمل نہیں کر پاتے مثلاً بیماری، مسلسل فیل ہونا یا کسی اور وجہ سے، تو انہیں 20 سال کی عمر تک اسکول میں رہنے کی اجازت ہوگی۔ چارٹ کا آخری عمود (column) جو 17 سے 20 سال تک کا ہے اس صورتحال کو واضح کرتا ہے۔